



فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ

پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو

افادات

مجلسِ ذکر حصہ پنجم ۵

از

حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہم العالی

امیر انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

المشتہر سلسلہ قادریہ راشدیہ دروازہ شیرانوالہ لاہور

بار اول تعداد 1283

فہرست مضامین

(پنجاب پریس وطن بلڈنگ سرکلر روڈ لاہور)

ضروری عرضداشت

اللہ تعالیٰ نے جن اپنے بندوں کی خدمت بسلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ میرے ذمہ لگائی ہوئی ہے۔ وہ جمعہ کی رات کو میرے پاس تشریف لاتے ہیں انہیں بعد از نماز مغرب سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کے طریقہ پر ذکر جہر کراتا ہوں۔ اس کے بعد ان کی روحانی اصلاح کے پیش نظر کتاب و سنت کی روشنی میں کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔ یہ مجلس ذکر کہلاتی ہے مجلس ذکر میں جو کچھ اللہ تعالےٰ نے کہلوایا ہے۔ وہ افادہ عام کے لئے کتابی صورت میں مسلمانوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے قبول فرمائے۔ اور اس چیز کو مسلمانوں کی ہدایت اور میری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

احقر الانام احمد علی عفی عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۶ء

اصلاح حال کی علامتیں

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں۔ کہ جن احباب کی خدمت مجھ گنہگار کے ذمہ عائد کر دی گئی ہے۔ ان کی اصلاح باطن کے لئے کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔ اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہوتا کہ میں پاکباز ہوں آپ گنہگار ہیں۔ آپ کو اصلاح باطن کی ضرورت ہے۔ اور مجھے نہیں ہے۔ میں اپنے آپ کو آپ سب سے زیادہ گنہگار سمجھتا ہوں اور مجھے آپ سے زیادہ اصلاح باطن کی ضرورت ہے یہ میرا حال ہے۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ اس پر مجھے قائم رکھے۔ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ میں اکثر یہ فقرہ کہا کرتا ہوں اوصی نفسی اولاً وایاکم بعدہ (میں پہلے اپنے نفس کو وصیت کرتا ہوں اور آپ کو بعد میں) جو

اللہ تعالےٰ مجھ سے کہلوا رہے ہیں۔ ان کی پابندی میرے لئے بھی فرض ہے۔ بیعت کے وقت آج کل میں عہد لیا کرتا ہوں۔ کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حکم آپ بتلائیں گے۔ اس کی میں پابندی کروں گا۔ جنھوں نے بیعت کی ہوئی ہے۔ ان کی خدمت میرے ذمہ فرض ہے۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ جو میں عرض کروں اس کو گوش ہوش سے سنیں۔ لوح دل پر لکھ کرلے جائیں اور عمل میں لائیں

اس سے پہلے کسی مجلس ذکر میں میں عرض کرچکا ہوں کہ اصلاح کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ اصلاح قال۔ ۲۔ اصلاح حال

دیہاتیوں کی تو اصلاح قال بھی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالےٰ اس کی خود شہادت دیتے ہیں۔

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ

ترجمہ گنوار کفر اور نفاق میں بہت سخت ہیں۔ اور اس قابل ہیں کہ جو احکام اللہ نے اپنے رسولؐ

اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الاٰیۃ (سورہ التوبہ رکوع ۱۲ پ۱۱) پر نازل فرمائے ہیں۔ ان سے واقف نہ ہوں۔

اشد اسم تفضیل مذکر کا صیغہ ہے۔ گویا کفر اور نفاق کا اس سے آگے کوئی درجہ نہیں۔ دیہاتی بظاہر سیدھے سادھے ہوتے ہیں لیکن اندر سے کھوٹے ہوتے ہیں۔ جیسے فارسی میں کسی نے کہا ہے۔

ع۔ دیوانہ بکار خود ہوشیار۔ اپنی مطلب براری میں بڑے پکے ہوتے ہیں۔ جاٹوں کی لڑائیوں کا آپ کو علم ہی ہے وہ ذرا سی بات پر سر دھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں پانی اور کھیتوں کی حدوں پر قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کے ہاں کامل بہت کم ہوتے ہیں۔ ان کے ہاں نہ دین کا علم اور نہ عمل ہوتا ہے۔ عام طور پر ان کے آئمہ مساجد سوائے نماز جنازہ پڑھانے اور امامت کرانے کے اور کچھ نہیں جانتے۔ ان کے دین سے جہالت کی اللہ تعالےٰ بھی شہادت دیتے ہیں۔ اَجْدَرُ اَلَّا یَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ۔ اَجْدَرُ بھی اسم تفضیل مذکر کا صیغہ

ہے۔ ان کی جہالت کی بھی کوئی حد نہیں۔ ان کی تو اصلاح قال بھی نہیں ہوتی ان کو بولنے کی بھی تمیز نہیں ہوتی۔ کسی کا ذکر بعد میں کریں گے۔ پہلے اس کو ماں بہن کی مغلظ گالی دیں گے۔ اپنے بڑے لڑکے مولوی حبیب اللہ کی شادی کا ذکر میں کسی مجلس ذکر میں کر چکا ہوں کہ اس نے دیہات کے کئی رشتے اس لئے رد کر دئے۔ کہ اکثر دیہاتی لڑکیوں کو بولنے کی بھی تمیز نہیں ہوتی۔ امیر امان اللہ خاں کے اُستاد نے کسی دوسرے شخص کے ذریعہ اپنی نواسی کا رشتہ پیش کیا۔ وہ امیر تھے۔ میں نے اپنے آپ کو غریب سمجھ کر وہ رشتہ بھی چھوڑ دیا۔ اس میں بھی کوئی حکمت تھی۔ اگر وہ شادی شدہ ہوتا۔ تو یہ سعادت نصیب نہ ہوتی۔ نہ رن نہ کن (پنجابی) اس لئے مدینہ منورہ جا بیٹھا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا۔ الا ما شاء اللہ اکثر دیہاتیوں کی نہ اصلاح قال ہوتی ہے۔ نہ اصلاح حال۔

اب آئیے تعلیم یافتہ کی طرف پچھلی دفعہ میں نے عرض کیا تھا۔ کہ تعلیم کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ تعلیم قدیم۔

۲- تعلیم جدید۔ تعلیم قدیم کے تعلیم یافتہ مدارس عربیہ کے فارغ التحصیل علمائے کرام ہیں۔ اور تعلیم جدید کے فارغ بی اے۔ ایم اے ہیں۔ ان دونوں کی اصلاح قال تو ہو جاتی ہے۔ مگر اصلاح حال ان کی بھی نہیں ہوتی۔ بی اے۔ ایم اے کو تو امراض روحانی کا پتہ بھی نہیں ہوتا جیسے رات کو خیبر میل میں مسافر راوی۔ چناب۔ جہلم اور اٹک سب کو عبور کر جاتا ہے۔ اور پتہ بھی نہیں چلتا اسی طرح علمائے کرام ان سے عبور کر جاتے ہیں۔ قرآن میں ان امراض کا ذکر آتا ہے۔ اور وہ دوران تعلیم میں قرآن سے عبور کر جاتے ہیں۔ دنیا میں اصلاح حال نہ ہوئی۔ تو اللہ تعالٰے کے ہاں امراض روحانی کے لئے ایک ہی ہسپتال ہے جس کا نام دوزخ ہے۔ اگر عالم روحانی مریض ہے۔ تو اس کو بھی اس میں رکھا جائے گا۔ بی اے روحانی مرض میں مبتلا ہے۔ تو وہ بھی اسی میں داخل ہو گا۔ جیسے یہاں عالم اور بی اے جسمانی مرض میں مبتلا ہوں۔ تو ان کو بھی میو ہسپتال میں داخل ہونا پڑے گا۔ اور جاہل کو بھی۔

میں پچھلی دفعہ روحانی بیماریاں بھی گنوا چکا ہوں۔
حسد۔کبر۔عجب چند موٹی موٹی روحانی بیماریاں ہیں۔حسد
کبر جیسے بی اے میں ہوتا ہے۔اسی طرح علماء میں بھی
ہوتا ہے۔اِلّا مَاشاء اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں۔کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر ہوگا
وہ جنت میں نہ جائے گا۔صحابہ کرام کے سوال پر آپؐ
نے کبر کی یہ تعریف فرمائی۔ بطر الحق وغمۃ الناس
(حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو ذلیل سمجھنا) جس طرح
انگریزی دان کہہ دیتے ہیں۔کہ مولویوں کو کیا آتا ہے۔
اسی طرح مولویوں کو بھی اپنے علم پہ ناز ہوتا ہے۔

اسلام کہتا ہے۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

سر کے بالوں میں بھی اسلام دو رنگی سے منع کرتا ہے
اسلام کہتا ہے۔کہ بال آگے پیچھے اور درمیان سے برابر
ہوں۔یا سارے کٹے ہوں۔یا سارے بڑھے ہوئے ہوں
ایک انگریزی فیشن کے بالوں والا کرزن فیشن نوجوان جب

میرے پاس آتا ہے۔ جو فقط نماز جمعہ پڑھتا ہے۔ تو میں نفس سے یہ کہتا ہوں۔ کہ تجھ سے تو یہی اچھا ہے میرا یہ حال ہے۔ اللہ تعالےٰ میرے دونوں مربیوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ انہوں نے ہستی فناہ کردی ہے۔

حضرت دین پوریؒ میری بیعت کے بعد ۴۰ سال زندہ رہے۔ ان کے بڑے صاحبزادے مولینا عبدالہادی جو اب گدی نشین ہیں۔ میری بیعت کے ۹ سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ حضرت دین پوریؒ کی نظیر پنجاب اور سندھ میں نہ تب تھی اور نہ اب ہے۔ میں نفس سے کہتا ہوں۔ کہ ایسے کامل نے ۴۰ سال تک تیرے قلب پر نظر کی۔ پھر گناہ کے خیالات آتے ہیں۔ اور کبھی کر بھی بیٹھتا ہے۔ اس نوجوان کے قلب پر تو کسی کی نظر ہی نہیں اس کا کیا قصور ہے؟ یہ ہے۔ ع

صدقے میں تیرے ساقی مشکل آسان کردے
ہستی میری مٹادے خاک بے جان کردے

مدارس عربیہ میں علمائے کرام منطق کی تقریباً ۱۲ کتابیں

پڑھ کر آتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو منطق کے فاضل ہیں۔ اور باقی سب جاہل یا عالم ہونے کے لحاظ سے ہم اعلیٰ ہیں اور باقی سب ادنیٰ اسی کا نام کبر ہے۔ کامل کی صحبت نصیب ہو جائے تو وہ ہستی مسل کر رکھ دیتے ہیں۔ کامل کی صحبت کے متعلق کسی نے کہا ہے۔ ع

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

یعنی اولیاء اللہ کی صحبت میں ایک گھڑی رہنے سے جو روحانی فائدہ ہوتا ہے۔ وہ سو سال کی ریاء سے پاک عبادت سے زیادہ ہے۔ بعض اوقات میں اپنے متعلق سوچتا ہوں۔ تو اپنے آپ کو اس شعر کا مصداق پاتا ہوں ع

نہ گلم نہ برگ سبزم نہ درخت سایہ دارم

بحیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا

حسد یہ ہے۔ کہ اے اللہ تو نے فلاں شخص کو فلاں نعمت کیوں دی اس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے یہ حرام ہے۔ اس کے مقابلہ میں غبطہ ہے جس کو فارسی

ہیں رشک اور پنجابی میں ریس کہتے ہیں۔ یہ جائز ہے۔ غبطہ یہ ہے۔ اے اللہ تیرے خزانے میں کس چیز کی کمی ہے۔ تو نے فلاں شخص کو فلاں نعمت عطا فرمائی ہے۔ مجھے بھی دیدے۔ اس کی بھی بحال رہے۔

جب تک کسی کامل کی صحبت میں ہستی فنا نہ ہو۔ یہ باتیں سمجھ میں نہیں آتیں۔ کامل کی صحبت میں جانے کے بعد ایک جید عالم پر یہ حال غالب ہو جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ میں باوجود اس قابلیت علمی کے بارگاہ الہی میں اتنا مقبول نہ ہوں۔ جتنا کہ جاہل اللہ تعالےٰ کا عبادت گزار اور پرہیزگار بندہ ہے۔ جب یہ حال ہو جائے تو کبر پاس بھی نہیں بھٹکتا۔ کامل سے فیض حاصل کرنے کے لئے عقیدت ادب اور اطاعت کی ضرورت ہے۔ یہ چیزیں عقل میں نہیں آتیں۔ اللہ تعالےٰ کا فضل شامل حال ہو۔ تو کامل کی صحبت میں یہ چیزیں حال بن جاتی ہیں۔

دونوں قسم کی تعلیم سے آراستہ حضرات کی اصلاحِ قال تو ہو جاتی ہے۔ مگر اصلاحِ حال نہیں ہوتی۔ جب تک کسی کامل کی صحبت نصیب نہ ہو۔ کامل کی صحبت میں جاہلوں

کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے۔ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں ایک دفعہ بیٹھا ہوا تھا مجھے وہ جگہ۔ وقت اور واقعہ اب تک یاد ہے۔ حضرتؒ کے لنگر میں کچھ کھجوروں کے درخت تھے۔ وہاں دارالحفاظ میں بچے بھی پڑھتے تھے۔ بچے جب چھٹی ہوتی تو کچی کھجوریں توڑ کر کھانے لگتے۔ ایک شخص نے میرے سامنے شکایت کی کہ حضرت مدرسہ کے بچے جب چھٹی ہو تو کچی کھجوریں توڑتے ہیں۔ حضرت کا مزاج جلالی تھا۔ حاجی اللہ ورایا سے جو ان کا ایک خادم تھا فرمایا۔ اللہ ورایا ان بدمعاشوں کو پکڑ کر لاؤ۔ تو میں ان کو سزا دوں حاجی اللہ ورایا بے ساختہ عرض کرتا ہے۔ کہ حضرت! سب سے بڑا بدمعاش تو میں ہوں۔ اس نے حضرتؒ کی طبیعت کا رخ پھیر دیا۔ اور آپ خاموش ہوگئے۔ وہ بالکل ان پڑھ تھا کامل کی صحبت میں اس کی اصلاح ہو چکی تھی۔ وہ حضرتؒ کا ۲۴ گھنٹے کا بے دام غلام تھا۔ وہ حاجی معتمد اور متوکل علی اللہ تھا۔ حضرتؒ جب چاہیں اس کو کپڑا دے دیں۔

حضرتؒ کی نظیر پشاور سے کراچی تک نہ تب تھی نہ اب ہے۔ آپؒ عالم بھی تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کا سندھی ترجمہ کیا ہے۔ اس کے ٹائیٹل پیج پر میں نے ان کو قطب الاقطاب لکھا ہے۔ میں نے یہ عقیدتاً نہیں لکھا۔ بلکہ اس کے لئے میرے پاس دلائل ہیں لیکن وہ جب کبھی خاص بات فرماتے تو فرماتے ان گنہگار آنکھوں نے یہ دیکھا تھا۔ حضرت دین پوری رحمتہ اللہ علیہ جمال کے مظہر اتم تھے وہ کچھ نہیں فرماتے تھے۔ ایک دفعہ وہ لاہور تشریف لائے تو میں ان کو سیر کرانے کے لئے شاہدرہ لے گیا۔ جہانگیر کے مزار پر پہنچ کر دوپہر کے وقت انہوں نے ذکر جہر شروع کر دیا۔ جو خادم ساتھ گئے تھے سب نے اتباع کیا۔ انہوں نے کچھ فرمایا نہیں کہ یہ کیوں کیا اور ادباً کسی نے پوچھا نہیں اس لئے یہ معمہ ہی رہا۔ ایک دفعہ میں حضرت دین پوریؒ کے حضور میں حاضر ہوا۔ حضرتؒ چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ وہ چوکی جس پر آپ بیٹھ کر وضو فرمایا کرتے تھے۔ چارپائی کے پاس رکھوالی۔ اور مجھے فرمایا اس پر بیٹھ جائیں۔ اور میری

داڑھی میں ہاتھ سے خلال کرنا شروع کر دیا۔ زبان سے کچھ نہیں فرمایا میں نے یہ سمجھا کہ آپؒ یہ چاہتے ہیں کہ اب داڑھی کترانی چھوڑ دو۔ میں ان دنوں قبضہ سے زائد داڑھی کتروایا کرتا تھا۔ اور قبضہ سے زائد کتروانے کو اب بھی جائز سمجھتا ہوں۔ شاہ عبدالغنیؒ صاحبؒ نے ترمذی شریف کے حاشیہ پر لکھا ہے۔

وَالْمُخْتَارُ اَنْ لَا یُؤْخَذَ مِنْهَا شَيْئًا۔	پسندیدہ مذہب یہ ہے کہ اس کو (یعنی داڑھی) کو کسی طرف سے نہ چھیڑا جائے۔

اس کے بعد میں نے کتروانا چھوڑ دیا۔ ان کا تربیت کا طریقہ یہ تھا۔ منہ سے کچھ نہ فرماتے تھے۔ حضرت امروٹیؒ جلالی مزاج تھے۔ وہ فرما دیا کرتے تھے۔ خلافت کے زمانہ میں ایک بڑے عالم کے متعلق فرمایا کہ حضور اس سے ناراض ہیں۔ داڑھی مبارک پر ہاتھ رکھ کر انگریز سے فرمایا کرتے تھے کہ ایک گولی پہلے چلا دو۔ اس کے بعد صوبہ سندھ سے تمہیں نہ نکال دوں تو مجھے سید کا تخم نہ کہنا۔ انگریز خداشناس تو نہ تھا۔ لیکن مردم شناس ضرور تھا۔ اس لئے وہ

ٹل گیا۔ وہ سمجھتا تھا۔ کہ اگر اعلان جہاد ہو گیا۔ تو بلوچستان کے بلوچ اور یاغستان کے پٹھان سب آئیں گے اور اس طرح لگی ہوئی آگ، پر قابو پانا مشکل ہو جائیگا

ایسوں کی صحبت میں اصلاح حال ہوتی ہے۔

اصلاحِ حال کی علامتیں یہ ہیں۔ کہ طبیعت میں نہ شیخی رہے۔ اور نہ شوخی رہے۔ دل چاہتا ہے۔ کہ نفیس ترین کھانا ہو۔ اور قیمتی سے قیمتی لباس ہو اور شاندار کوٹھی ہو۔ تاکہ لوگوں میں عزت ہو ادھر سے دل مر گیا ہے۔ اور ان چیزوں سے سرد مہری برتتا ہے تو سمجھئے کہ اصلاحِ حال ہو چکی ہے۔ اصلاحِ حال نہ ہو۔ تو یہ بیماری رہتی ہے۔ بعض اللہ کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے سب کچھ دے رکھا ہے۔ وہ دین کے کاموں میں دل کھول کر خرچ کرتے ہیں۔ ان کے حق میں دل سے دعا نکلتی ہے۔ کہ اے اللہ ان کو اور دے۔ ؎

چیست دنیا از خدا غافل بودن

عام طبیعتیں اس قسم کی ہوتی ہیں۔ کہ دولت آئی۔

تو خدا بھول گیا۔ دینداری کا یہ مطلب نہیں۔ کہ کنگال بن کر رہے۔

حدیث میں آتا ہے۔ کہ دو فرشتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو یہ دعا کرتا ہے۔

اللھم اعط منفقا خلفا۔ (اے اللہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے والے کو اور دے) دوسرا کہتا ہے۔ اللھم اعط ممسکا تلفا۔ (اے اللہ بخیل کی دولت کو ضائع کر دے)

دولت خرچ تو ضرور ہو گی۔ انسان اگر اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرے گا۔ تو اللہ کی مرضی کے خلاف خرچ ہو گی۔ بعض بدبخت ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ پہلے ایک رنڈی رکھی ہوئی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اور دولت دے دی۔ تو دو رکھ لیں۔

قرآن میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔
(سورہ الشعراء رکوع ۵ پ ۱۹)

ترجمہ

جس دن مال اور اولاد نفع نہ دے گی مگر جو اللہ کے پاس سالم دل لے کر آیا۔

یعنی جس کے دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی سمائی نہ تھی محبت تھی تو فقط اللہ تعالیٰ کی اور خوف تھا۔ تو فقط اللہ تعالیٰ کا۔ یہ اصلاح حال ہے۔ حضور اس کا منبع ہیں۔ ایک دفعہ ننگے بدن چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ تو جسم مبارک پر چٹائی کے نشان پڑ گئے۔ ایک صحابی نے یہ حالت دیکھی۔ تو عرض کیا۔ کہ اجازت ہو تو ایک بسترہ بنا دیں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ مالی وللدنیا ما انا الا کراکب استظل تحت شجر ثم راح وترکھا۔ کیا مسافر درخت کے نیچے مکان بنائے گا۔ یہ دنیا سے سرد مہری ہے۔ بظاہر شاہی شان ہے۔ فوج رکھی ہوئی ہے۔ بادشاہوں کی طرف سے وفود آتے ہیں۔ مگر حقیقت میں فقیری ہے۔ دنیا دار زبان قال سے کہتا ہے۔ کہ دیکھو ہمارا لباس۔ دیکھو ہماری کوٹھی اللہ والوں کا رنگ یہ ہوتا ہے۔ کہ کسی نے کھلایا تو کھا لیا۔ پہنا دیا تو پہن لیا۔ حضرت امروہیؒ کے ہاں کسی نے ایک لنگی بھیجی۔ حضرتؒ نے سر پر باندھ لی۔ اگرچہ نیچے کالا پاجامہ پہنے ہوئے تھے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نہیں کھاتا جب تک مجھے نہ کہا جائے۔

کھاؤ۔ میرے پڑدادا پیرؒ ایک دفعہ کسی غلط فہمی کی بنا پر تین چار وقت بھوکے رہے۔ آپ سفر میں تھے۔ کھانا کھلانے والی مختلف ٹولیوں نے ایک دوسرے پر محول کیا ایک نے سمجھا دوسرے نے کھلا دیا ہوگا۔ دوسرے نے سمجھا۔ اس نے کھلا دیا ہوگا۔ دنیا دار تو گھر میں اودھم مچا دیتے ہیں۔ یہ کیوں پکایا۔ میں نے تو یہ کھانا تھا۔ اور یہ نہیں کھانا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بزرگوں کی دعا کی برکت سے مجھے جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کو قائم رکھے۔ کسی گناہ کے باعث چھننے نہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی اصلاح حال فرماویں۔ امین یا الہ العالمین۔

---

۲۰ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۶ء

دنیا کے غموں سے پیچھا چھڑانے کا نسخہ

میری معروضات کا عنوان ہے۔ "دنیا کے غموں سے پیچھا چھڑانے کا نسخہ" اس سے پہلے میں کسی مجلس میں عرض کر چکا

ہوں۔ کہ انسان دنیا میں فطرتِ سلیمہ خداداد اور مادر زاد سے کر آتا ہے۔ یعنی انسان بننے کی صلاحیت مادر زاد ہوتی ہے۔ انسان بننے کے لئے مربی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ یہ شکل میں انسان ہوتا ہے۔ حقیقت میں انسان نہیں ہوتا۔ ایک روایت میں انبیاء علیہم السلام کی تعداد ۱۲۴۰۰۰ بتلائی گئی ہے یہ سب حضرات انسان کی تربیت کے لئے تشریف لاتے رہے یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا۔ کہ یہ حضرات انسان گر ہوتے ہیں انسان بننے کی استعداد خداداد مادر زاد ہوتی ہے صحیح معنوں میں انسان بنانے کے لئے اللہ تعالےٰ انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرماتے رہے۔ اس مقدس گروہ کی آخری کڑی لیکن سب کے سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپؐ کا ارشاد گرامی ہے اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ۔

انسان دنیا میں جب آتا ہے۔ تو مصیبتوں کے نرغہ میں پھنس جاتا ہے۔ کسی نے کہا ہے۔

دریں دنیا کسے بے غم نہ باشد
اگر باشد بنی آدم نہ باشد

یہاں انسان پر غموں کا ہجوم ہوتا ہے۔ اس قدر ہجوم ہوتا

ہے۔ کہ جس کام کے لئے دنیا میں آیا تھا۔ وہی بھول جاتا ہے۔ وہ کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت۔ پھر ایک انسان ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے طرح طرح کے غم ہوتے ہیں ان سب غموں سے نجات پانے کا نسخہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں بیان فرمایا ہے۔

مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا
وَاحِدًا هَمَّ آخِرَتِهٖ
كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ

جس شخص نے سب غموں کی بجائے ایک غم آخرت کا لگا لیا اللہ اسکے دنیا کے غم سے کافی ہوگا (چھڑانے یعنی اس کی دنیاوی ضرورتیں اپنے فضل سے پوری فرمائے گا۔ اور یہ [illegible] سے بے فکر ہو جائے گا۔)

اس قسم کے انسان کو یہی فکر لگی رہے گی۔ کہ خدا کرے میں آخرت میں کامیاب ہو جاؤں۔ اس دنیا میں ایک سال کی محنت ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ تو سمجھدار طالب علم خوب محنت کرتے ہیں۔

بعض طالب علم اپنی کتابیں اور آرام کرسی بادامی باغ اور شاہدرہ لے جاتے ہیں۔ تاکہ علیحدہ بیٹھ کر دل لگا کر پڑھ سکیں۔ ان کی راتوں کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔ بعض غیور

اور احساس طبیعتیں برداشت نہیں کرتیں۔ اور فیل ہونے پر
خودکشی کر لیتی ہیں۔ چہ جائیکہ پچاس سالہ عمری امتحان میں فیل
ہونے کا غم ہو۔ یہ غم جن کو لگ جاتا ہے۔ باقی سب
غم اس کے مقابلہ میں ہیچ ہوتے ہیں۔ جس طرح تعلیم کے
دوران میں ایک طالب علم امتحان میں کامیابی کو مقصد نمبر
اول بناتا ہے۔ باقی حوائج انسانی کو یا تو نظر انداز کر دیتا
ہے۔ یا ان کو نمبر ۲۔ ۳ اور ۴ بناتا ہے۔ یہاں سال کے
بعد ہونے والے امتحانات میں تو کمپارٹمنٹ ہوتا ہے۔ مگر
امتحان عمری میں کوئی کمپارٹمنٹ نہیں۔ یا جنت یا جہنم اصحاب
الاعراف کے متعلق بعض حضرات کی رائے ہے۔ کہ یہ وہ
لوگ ہونگے۔ جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی۔ اس کی
کئی توجیہات کرتے ہیں۔ بعض کی رائے ہے۔ کہ یہ انبیاء
علیہم السلام ہیں۔ ضروری نہیں کہ اصحاب الاعراف گنہگار ہی ہوں
اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ وَمَآ اَدْرٰكَ مَاهِيَهْ نَارٌ حَامِيَةٌ

اور جن کے اعمال (نیک) تول میں کم ہوں گے۔ تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہو گا۔ اور آپ کو

(سورۃ القارعہ پ ۳۰) ___ کیا معلوم کہ وہ کیا چیز ہے وہ دہکتی ہوئی آگ ہے

اس ارشاد باری تعالیٰ سے ثابت ہوتا ہے کہ نیکیاں کم ہونگی تو جہنم میں بھیج دیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نجات کا نسخہ بیان فرما رہے ہیں۔

ہمارے ہاں ایک فقرہ مشہور ہے۔

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ ___ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جس کا ہو جاتا ہے اس کے دنیا کے سارے غم اپنے پیچھے ڈال لیتا ہے۔

لیکن یاد رکھیئے۔ کہ گفتن و کردن فرقے دارد۔ کیا اس حدیث کے پڑھنے سے سارے غم دور ہو جاتے ہیں؟ اگر کیمیاگر کیمیا کا نسخہ بتا بھی دے تو کیا ہر شخص کیمیا بنا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ جب تک مدت مدید تک کیمیا گر کی صحبت میں رہ کر کیمیا بنانا نہ سیکھے گا۔ نہیں بنا سکے گا۔ ہدایت کا نسخہ قرآن مجید ہی ہے۔ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ الآیۃ (سورہ اعراف رکوع ۱ پ ۸) ___ جو چیز تمہارے رب کی طرف ہے۔ تم پر اُتری ہے۔ اس

کا اتباع کرو۔

نسخہ یہی ہے۔ لیکن پھر بھی فرماتے ہیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ الآية	البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔

(سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پ ۲۱)

یہ قال حال نہیں بنتا۔ جب تک کسی صاحب حال سے وابستہ نہ ہو یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں آتی ہے۔ جو ہمارے ہاں میٹرک کے درجہ کی کتاب ہے۔ سب اس کو پڑھ کر آتے ہیں لیکن حال صاحب حال سے آتا ہے۔

ڈاکٹر سر اقبال مرحوم فرماتے ہیں۔ ع

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

اسی کو فارسی میں کسی نے یوں بیان کیا ہے۔

آنچہ از دل مے خیزد   بر دل مے ریزد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تو بالکل ٹھیک ہے۔ صدق اللہ العلی العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علیٰ ذٰلک من الشھدین ہمارا اللہ تعالیٰ

بھی سچا اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی سچے ہیں۔
لیکن کیا ہمارے علماء دستار فضیلت بندھوانے کے بعد اس حدیث
کے عامل ہو جاتے ہیں۔ نسخہ ٹھیک ہے۔ لیکن جب تک کامل
سے عقیدت۔ ادب اور اطاعت کی تین تاروں کے ذریعہ
تعلق نہ ہوگا۔ یہ قال حال نہیں بنتا۔ بعض صوفیاء کرام
کہتے ہیں۔ کہ شیخ کامل معشوق اور طالب صادق عاشق ہوتا
ہے۔ یہ نسل آرہی ہے۔

اب میں عام فہم الفاظ میں عرض کرتا ہوں۔ جب لڑکی
جوان ہو جاتی ہے۔ تو اللہ والے اس کو امانت سمجھتے ہیں
اگر دیندار داماد مل گیا۔ تو نکاح کر کے اس کے ساتھ رخصت
کر دیتے ہیں۔ وہ غم نہیں لگاتے۔ دنیا دار غم لگا لیتے ہیں
وہ اُس کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کے جہیز کی
تیاری شروع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ۲۱ تیور اور ۲۱ بیور تیار
کرنے ہیں۔ سرگودھا کی طرف تو ۲۱ گائے۔ ۲۱ بھینس۔ ۲۱ لحاف
۲۱ تلائی۔ اور ۲۱ چارپائیاں بھی دیتے ہیں۔ یہ دردِ سر نہیں
تو اور کیا ہے۔

دردِ سر کے واسطے صندل لگانا چاہئے   اس کا گھسنا اور لگانا دردِ سر یہ بھی تو ہے

بیٹے کے لئے وری اور بیٹی کے لئے جہیز کی فکر ہوتی ہے
ادھر بھی ناک کٹنے کا ڈر ہوتا ہے۔ اور ادھر بھی۔

جب تک صاحبِ حال کا دامنگیر نہ ہو۔ ان باتوں کا پتہ بھی نہیں لگتا۔ ع بلے میوہ زمیوہ رنگ گیرد۔ جب خدا کو راضی کرنے کا غم لگ جاتا ہے۔ پھر رات دن یہی فکر رہتی ہے۔ پھر اللہ زیادہ کریں گے۔ تو اس ارشاد باری کے تحت غم دور ہو جائیں گے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورہ الرعد رکوع ۴ پ ۱۳) — خبردار اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں۔

اور جو اس نسخہ سے بے خبر ہیں۔ ان پر پنجابی کی یہ ایک ضرب المثل صادق آتی ہے۔ بڑا سداون بڑا دکھ پاون۔ بڑا بننے کے لئے بڑے سازو سامان جمع کرنے پڑتے ہیں۔ پھر یہ ہوگا۔ ع۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ زمینداروں سے پوچھئے۔ پہلے ایک مربع حاصل کرنے کے لئے کتنی بھاگ دوڑ کرنی پڑتی ہے۔ پٹواری۔ قانونگو۔ نائب تحصیلدار۔ تحصیلدار۔ مال افسر اور ڈپٹی کمشنر کی کتنی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔ ملنے کے بعد پھر اس کو آباد کرنے کی فکر لگ جاتی ہے۔ پہلے

پانی چاہئے ۔ پھر مزارعین چاہئیں ۔ مزارعین کے سر پر ڈنڈا لے کر کھڑا ہونا پڑے گا ۔ کھیتی خصماں سیتی ۔ ایک مزارعہ آکر کہتا ہے ۔ میرے پاس ایک بیل ہے ۔ آپ دوسرا لے دیجئے ۔ اس کی قیمت میرے حصہ میں سے کاٹ لیجئے گا ۔ دوسرا آتا ہے ۔ میرے پاس بیلوں کی جوڑی تو ہے ۔ مگر میرے پاس ان کو کھلانے کے لئے چارہ نہیں ہے ۔

ہادی مل جائے ۔ تو وہ سکھلائے گا ۔ کہ بیٹا ۔ نظر بر قدم سفر در وطن ۔ خلوت در انجمن ۔ ہوش در دم ۔ کوئی سانس اللہ تعالےٰ کی یاد کے بغیر نہ نکلے ۔ کوئی قدم زمین پر اللہ کی یاد کے سوا نہ پڑے ۔ وطن بیٹھے ہوئے یوں سمجھو ۔ کہ بارگاہ الٰہی کی طرف قدم بڑھائے جا رہے ہیں ۔ بظاہر سب کے ساتھ رہو ۔ مگر دل صرف اللہ تعالےٰ سے وابستہ ہو ۔ یہ سبق پک جائے گا ۔ تو دل اسباب دنیا کی طرف متوجہ نہ ہوگا تاجر پیشہ یہ سمجھتے ہیں ۔ کہ دوکان میں زیادہ مال ہوگا ۔ تو چین نصیب ہوگا ۔ آپ کو یاد ہوگا ۔ تقسیم سے پہلے جب کپڑے کے بھاؤ یک لخت گر گئے تھے ۔ تو امرت سر کے کپڑے کے کئی بیوپاریوں نے خودکشی کرلی تھی ۔

پہلے انبیاء علیہم السلام اس قال کا حال بنانے کے لئے تشریف لاتے تھے۔ اب حضورؐ کے بعد نبی تو کوئی نہیں آنے گا۔ اب اللہ والے آئیں گے۔ ان کی صحبت میں یہ رنگ پیدا ہوگا۔ اس قسم کے تربیت یافتہ لوگ جب دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ تو ان کے پاس ملائکہ عظام اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ پیغام لاتے ہیں۔

يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (ارشاد ہوگا) اے اطمینان والی
ارْجِعِيْ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً روح اپنے رب کی طرف لوٹ چل
مَرْضِيَّةً (سورۂ فجر رکوع ۱ پ ۳۰) وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی

دنیا دار سمجھتے ہیں۔ کہ اسباب دنیوی کی بہتات سے غم دور ہوں گے۔ ان کا یہ خیال غلط ہے۔ اسباب دنیوی کی بہتات سے غم دور نہیں ہوں گے۔ بلکہ زیادہ ہوں گے اللہ والے یاد الٰہی میں خود مست رہتے ہیں۔ جو آتا ہے۔ اس کو اللہ کا نام سکھا دیتے ہیں۔ پھر ان کے پاس رزق چاروں طرف سے آتا ہے۔ وہ قال اللہ وقال الرسول کا حال بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس لائن پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس طرف آیئے پھر یہ رنگ پیدا ہوتا ہے ۔
اللہ تعالےٰ کے اس قسم کے بندے ہمیشہ رہتے ہیں ۔ وہ اسلام کے حال کے نمونہ ہوتے ہیں ۔ اگر اس قسم کے نمونے نہ ہوتے ۔ تو ہم کہاں سے دکھلاتے ۔ اس صورت میں اسلام فیل ہو جاتا ۔ اب ہم نمونے دکھلا سکتے ہیں ۔
حضرت امروٹی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں ایک زمیندار ۱۰۰ روپیہ کی تھیلی لایا ۔ اور ان کے حضور میں پیش کر کے عرض کی ۔ کہ حضرت ! آپ کا بڑا خرچ ہے ۔ میں آپ کی مدد کے لئے لایا ہوں ۔ حضرتؒ عالم بھی تھے ۔ بگڑ گئے اور فرمایا ۔ جاؤ مجھے تمہاری مدد کی کوئی ضرورت نہیں مجھے اللہ کی مدد کافی ہے ۔ اس کے بعد اس نے بہت منت خوشامد کی اور معافی بھی مانگی ۔ مگر حضرت نے ایک وسیلہ بھی نہ رکھا ۔ اللہ والوں کا بھروسہ دولت پر نہیں اللہ تعالےٰ پر ہوتا ہے ۔ سندھی میں ایک ضرب المثل ہے کہ جس چوہے کا گھر خراس میں ہو ۔ اس کو باہر سے اناج لانے کی کیا ضرورت ہے ۔ اللہ والوں کا بھروسہ چونکہ اللہ تعالےٰ پر ہوتا ہے ۔ اس لئے ان کو غیر اللہ کی امداد

کی ضرورت نہیں رہتی۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو حضورؐ کے تبلائے ہوئے اس نسخہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

---

۲۷ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۵۶ء

کامل کی صحبت کے بغیر اصلاح حال ناممکن ہے

میری آج کی معروضات کا عنوان ہے "کامل کی صحبت کے بغیر اصلاح حال ناممکن ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

اس سے پہلے میں کسی مجلس میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ اصلاح کی دو قسمیں ہیں:۔

(۱) اصلاح قال (۲) اصلاح حال:۔ یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ تعلیم قدیم ہو یا جدید۔ اس سے اصلاح قال تو ہو جاتی ہے۔ مگر اصلاح حال نہ علماء کی ہوتی ہے۔ اور نہ بی اے اور ایم اے کی۔

آج میں دوسرے نقطۂ نظر سے اصلاح کی تین قسمیں کرتا ہوں۔ ۱۔ اصلاح قال۔ ۲۔ اصلاح اعضاء۔ عربی میں اعضاء کو جوارح کہتے ہیں۔ ۳۔ اصلاح قلب۔

کامل کی صحبت کے بغیر تینوں قسم کی اصلاح نہیں ہوتی۔ اعضاء یعنی ہاتھ پاؤں کی اصلاح بھی اس فن کے کامل کی صحبت کے بغیر نہیں ہوتی۔ مثلاً بڑھئی ہاتھ کی اصلاح کر کے اپنے شاگرد کو لکڑی کے کام کا ماہر بنا دیتا ہے۔ سائیکل کا کامل پاؤں کی اصلاح کر دیتا ہے۔ تو شاگرد کو سائیکل چلانی آجاتی ہے۔ کاتب اپنے شاگرد کو سکھاتا ہے۔ کہ انگلیوں سے گھیرا کس طرح موٹا یا باریک کیا جائے۔ کہ وہ ج کو باریک پھر موٹا اور پھر باریک کرنا سکھاتا ہے۔ ہر فن کے کامل کی صحبت ممتدہ سے قال اور اعضاء کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اصلاح قلب کے لئے بھی کامل کی صحبت کی ضرورت ہے۔ بعض مقرر خوب بولتے ہیں۔ انتخابات کے دوران ہیں اسٹیج پر آکر اسلام کی خوبیوں پر خوب تقریر کریں گے۔ یہ قال ہے جو صاحب قال سے سیکھا ہے۔ مگر گھر میں دیکھا جائے۔

تو نہ نماز نہ مصلیٰ۔ گویا عمل میں اتنے کورے کہ اسلام کی جو عملی بنیاد ہے۔ یعنی نماز اس کے بھی پابند نہیں ہیں کتابت میں بعض اشخاص کا تین ماہ اور بعض کا چھ ماہ ہاتھ ہی نہیں سیدھا ہوتا ہے۔ اتنا عرصہ حروف مفردہ میں ہی گزر جاتا ہے۔

عربی میں کہا کرتے ہیں۔ لکل فن رجال. (ہر فن کے لئے کامل کی ضرورت ہوتی ہے) جب تک کسی فن کے کامل کی صحبت میں اس فن کا طالب نہ بیٹھے۔ اس کی اصلاح نہ ہوگی۔ اصلاح قلب کے لئے بھی اس فن کے کامل کی ضرورت ہے۔ اعضاء سے متعلقہ فنون نہیں آتے جب تک کہ آٹھ دس سال کامل کی صحبت نصیب نہ ہو۔ اصلاحِ قلب کے لئے بھی کامل کی صحبتِ ممتدہ کی ضرورت ہے۔ قلب کی اصلاح پر دنیا کی بہتری اور آخرت کی نجات کا مدار ہے۔ کامل کی صحبتِ ممتدہ کے بغیر اصلاحِ قلب نہ دنیا دار کی ہوتی ہے۔ اور نہ علماء کی۔ دل بادشاہ ہے اور دماغ وزیر ہے۔ اور اعضاء اس کی فوج ہیں۔ بادشاہ کی اصلاح ہو جائے۔ تو رعایا خودبخود

درست ہو جاتی ہے ۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔

ان فی الجسد لمضغة	بے شک (انسان کے) جسم میں
اذا صلحت صلح الجسد	البتہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے
کلہ و اذا فسدت فسد	جب وہ درست ہو جاتا ہے
الجسد کلہ الا وھی	تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے
القلب	اور جب وہ بگڑ جاتا ہے ۔ تو

سارا جسم بگڑ جاتا ہے ۔ خبردار ۔ اور وہ دل ہے)

دل میں صالح خیالات آئیں گے ۔ تو سارا وجود صالح ہوگا اگر دل میں فاسد خیالات پیدا ہوں گے ۔ تو سارا وجود ہی فاسد ہوگا

اصلاح قلب اُس شخص کی صحبت میں ہوتی ہے ۔ جس کا اپنا قلب اصلاح شدہ ہو ۔ اصلاحِ قلب کے لئے پہلی شرط ہے اخلاص ۔ اگر اس شخص میں اخلاص نہیں تو اس کی صحبت میں کبھی اخلاص نہ ہوگا ۔ انگریزی والوں کو تو جانے دیجئے ۔ وہ تو اخلاص کے لفظ سے ہی ناآشنا ہیں ۔ علماء میں بھی بہت کم اخلاص ہوتا ہے ۔ میں اکثر یہ سوال کیا کرتا ہوں ۔ کہ کسی اسکول کا ٹیچر یا ہیڈ ماسٹر ۔ کسی کالج کا

پروفیسر یا پرنسپل ایسا بتلایئے۔ جس نے یہ اعلان کر رکھا ہو کہ وہ غیر مستطیع مسلمانوں کے بچوں کو مفت تعلیم دے گا مگر آج تک مجھے ایک کا نام بھی نہیں بتلایا گیا۔ علماء کا بھی یہی حال ہے۔ وہ بھی انگریزی دانوں کی طرح سودے کرتے ہیں۔ آج ہی مجھے ایک عالم نے بتلایا کہ وہ درس بھی دیتے ہیں۔ امامت بھی کرتے ہیں۔ مگر محلہ والے میری ضروریات کی بھی کفالت نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ تنہا ہیں۔ محلہ کافی بڑا ہے۔ اور لوگ متمول ہیں۔ ان کا تعلق باللہ درست ہوتا تو میرے پاس شکایت نہ کرتے ع

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

اللہ تعالیٰ جب اپنے دشمنوں کی تمام ضروریات پوری کرتا ہے۔ تو اپنے دین کی خدمت کرنے والوں کو کس طرح نظر انداز کر سکتا ہے۔

اخلاص کے معنی ہیں۔ کہ اے اللہ! تیرے لئے ہے اور غیر کے لئے نہیں ہے۔ جب تک غیر اللہ کی نفی نہ ہو اخلاص نہیں آتا۔ یہ پہلا سنگِ بنیاد ہے۔ اخلاص کے متعلق

اللہ تعالےٰ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ (سورہ الزمر رکوع ۱ پ ۲۳) پس آپ خالص اللہ تعالیٰ ہی کی فرمانبرداری مدِنظر رکھ کر اسی کی عبادت کریں۔

۲۔ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (سورہ الزمر رکوع ۱ پ ۲۳) خبردار۔ خالص فرمانبرداری اللہ ہی کے لئے ہے۔

۳۔ قُلِ اللّٰہَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّہٗ دِیْنِیْ۔ (سورہ الزمر رکوع ۲ پ ۲۳) ان سے فرما دیجئے میں اللہ ہی کی اطاعت کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتا ہوں۔

دنیا دار کو کھرے اور کھوٹے کے پرکھنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ ہم نے تو اللہ کا نام بتلانا ہے۔ ہندو۔ سکھ۔ کوئی آئے۔ تقسیم سے پہلے میرے درس میں ہندو بھی آیا کرتے تھے۔ سی آئی ڈی والے بھی آتے ہیں ایک شاہ صاحب جو شیعہ ہیں اور وکیل ہیں۔ کافی مدت تک درس میں آتے رہے۔ یہ خانہ خدا ہے۔ کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ آئے۔ ہم نے تو اس کو اللہ کا پیغام پہنچانا ہے ہمیں ضرورت نہیں کہ ہم پرکھیں۔ کہ یہ کھرا ہے یا کھوٹا

آپ کو ضرورت ہے۔ آپ دن بھر خورد و نوش کی چیزیں پرکھ کر خریدتے ہیں۔ دنیا کے معاملہ میں تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیادار کی چار آنکھیں ہیں۔ لیکن دین کے معاملہ میں یہ نپٹ اندھا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں بڑی سہل انگاری سے کام لیتا ہے۔ جو لٹیں بڑھا کر آ جائے وہ سائیں جی کہلاتا ہے۔ خواہ اندر پورا شیطان ہو۔ اور مردوں اور عورتوں کا اس کے گرد ہر وقت میلا لگا رہتا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ ہوا۔ اسی قسم کے ایک سائیں صاحب شیخوپورہ میں بھی نمودار ہوئے تھے بڑے بڑے افسر اس کے معتقد ہو لئے تھے۔ بعد میں وہ ایک عورت کو اغوا کر کے بھاگ گیا تھا۔ کسی نے اسی قسم کے لوگوں کے متعلق کہا ہے۔ ع

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نباید داد دست

قلب کی اصلاح نہ ہوئی تو دنیا بھی برباد اور آخرت بھی برباد ہو جائے گی۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اصلاح قلب کے لئے پہلی شرط اخلاص ہے۔ اخلاص

صاحب اخلاص کی صحبت میں مدت مدید تک رہنے سے پیدا ہوتا ہے۔ بشرطیکہ عقیدت ادب اور اطاعت کی تین تاروں کے ذریعہ اس کے ساتھ کنکشن ہو جائے جن کو کامل اور صاحب اصلاح کی صحبت نصیب نہیں ہوتی۔ وہ علماء بھی سودے بازی کرتے ہیں۔ میں بمبئی ایک ہی دفعہ گیا ہوں۔ وہاں ایک سیٹھ صاحب نے مجھے بتلایا کہ تبلیغ کے لئے ہم جن علماء کو بلاتے ہیں ان میں سے اکثر سودے بازی کرتے ہیں۔ اخلاص پر ہر عبادت کی قبولیت کا مدار ہے۔ جس عالم دین کے اندر اخلاص نہیں۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عن ابی هریرةؓ قال قال	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
رسول الله صلی الله علیه	سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ
وسلم من تعلم علماً	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مما یبتغی به وجه الله	جس شخص نے اس علم کو سیکھا
لا یتعلمه الا لیصیب	جس سے خدا کی خوشنودی طلب
به عرضا من الدنیا لم	کی جاتی ہے۔ لیکن اس غرض

یجد عرف الجنة یوم القیمة
رواہ احمد وابو داؤد وابن ماجہ

سیکھا کہ وہ اس سے دنیا کی متاع کو
حاصل کرے۔ تو قیامت کے دن اس
کو جنت کی خوشبو بھی میسر نہ ہوگی۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن ایک شہید کو بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ اس سے پوچھینگے کہ میرے لئے کیا کرکے آئے ہو۔ وہ عرض کرے گا۔ اے اللہ! میں نے تیری راہ میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ میں شہید ہوگیا۔ اللہ تعالےٰ فرمائیں گے۔ کہ تم نے یہ سب کچھ اس لئے کیا تھا۔ کہ تجھے بہادر کہا جائے فَقَدْ قِيلَ (پس تحقیق تمہیں کہہ دیا گیا) تمہاری مراد پوری ہوگئی۔ لہذا جاؤ جہنم میں۔ اسی طرح ایک سخی اور عالم سے کہا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ تینوں کے دل کی نیت کھوٹی تھی۔ اور اصلاح قلب نہیں ہوئی تھی اس لئے نہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں شہید ہونا کارآمد ہوا نہ سخاوت اور نہ علم دین کی خدمت کام آئی۔ سلطنت انسانی کا بادشاہ دل ہے۔ اس لئے اس کی اصلاح پر ساری سلطنت کی اصلاح کا مدار ہے

ع۔ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

بشرطیکہ لینے والے اور دینے والے دونوں میں صلاحیت ہو تو رنگ چڑھتا ہے۔ ہر پیغمبر قابل ہی ہوتا ہے۔

کافر کہتے ہیں۔

لَوۡلَا نُزِّلَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الۡقَرۡيَتَيۡنِ عَظِيۡمٍ (سورہ الزخرف رکوع ۳ پ ۲۵) ترجمہ: یہ قرآن دونوں بستیوں کے کسی سردار پر کیوں نازل نہیں کیا گیا)

اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔

اَللّٰهُ اَعۡلَمُ حَيۡثُ يَجۡعَلُ رِسَالَتَهٗ (سورۃ الانعام رکوع ۱۵ پ ۸) (اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اپنی پیغمبری کا کام کس سے لے)

یعنی ہر نبی لائق ہی ہوتا ہے۔ نالائق کو اللہ تعالیٰ نے کبھی نبی نہیں بنایا۔ اس کے باوجود حضور فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن بعض انبیاء علیہم السلام ایسے

ہوں گے۔ کہ ان کا ایک بھی اُمتی نہ ہو گا۔ بعض کے ایک اُمتی۔ بعض کے دو۔ سب نبی لائق ہی ہوتے ہیں۔ مگر اُمتیں نالائق تھیں۔

اللہ والے خدمتِ دین کا اجر لینا تو در کنار۔ وہ تو یہ شرط کرتے ہیں کہ نہیں لیں گے۔ وہ تو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر ہماری طبیعت میں اخلاص ہے۔ تو ہمارے ایک ایک منٹ کی قیمت بارگاہ الہی سے ملیگی اور ہم ہر صورت میں کامیاب ہیں ایک شخص کی بھی اصلاح نہ ہو۔ ان پر اللہ تعالےٰ کی رحمت نازل ہوگی جو دنیا میں سکونِ قلب اور آخرت میں نجات کا سبب بنے گی۔ دنیا دار اگر ان کو مربعے بھی دے دیں گے تو وہ بالکل بیکار ہوں گے۔ کیونکہ وہ مرنے کے بعد یہیں رہ جائیں گے۔

میں الاّ ماشاء اللہ اس لئے کہہ گیا ہوں کہ بعض مادر زاد ولی ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کاندھلہ جہاں کے حضرت مولانا حافظ محمد ادریس صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور رہنے والے ہیں۔ میں ایک نہ ایک

مادرزاد ولی ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک شخص حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ورد وظائف کے لئے عرض کیا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ محدث فاضل اجل اور باطن کے کامل تھے۔ اس سے فرمایا۔ تیرے جیسوں کے لئے ورد وظائف حرام ہیں۔ تمہیں ان کی ضرورت نہیں۔ وہ یہ ہر شخص سے تھوڑا فرماتے تھے کسی نے کہا ہے ع۔

ولی را ولی مے شناسد

(ولی کو ولی پہچانتا ہے) وہ خود کامل تھے۔ اس کو دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ ولی ہے۔ یہ علم غیب نہیں ہے طبیب حاذق مریض کی شکل دیکھ کر اس کی مرض بتلاتا ہے۔ بھیرہ کے ایک حکیم صاحب کے متعلق سنا ہے۔ کہ اگر مریض اپنا حال بتلائے تو وہ ناراض ہوتے تھے۔ خود ہی مرض بتلاتے اور خود ہی اس کے اسباب بھی بتلاتے۔ کیا یہ علم غیب ہے؟ ہرگز نہیں۔ انگریز نے تو ہماری طب کو تباہ کردیا۔ تقسیم سے پہلے دفتر سے آنے کے بعد ہندو۔ سکھ مسلمان سب طبیہ کالج میں داخل ہوکر حکیم حاذق کی بند

حاصل کیا کرتے تھے۔ وہ کیا خاک مرض کی تشخیص کریں گے۔

ع مُدتہا باید کہ تا خون شیر شود

علم غیب اللہ تعالےٰ کا خاصہ ہے۔ کیونکہ وہ ہر حال میں بلا حیلہ اور بلا وسیلہ سب کچھ جانتا ہے۔ کامل وہی ہو سکتا ہے۔ جس نے مدت مدید تک بزرگوں کی صحبت میں رہ کر اپنی تربیت کرائی ہو۔ میں نے اس کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بعض کتابوں کے حوالہ سے اپنے رسالہ پیر و مرید کے فرائض میں لکھا ہے۔ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ کسی شخص کی سفارش کرنے پیر بگاڑو کے پاس گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دو تین مرتبہ فرمایا کہ اس مظلوم کی داد رسی کردو۔ اس نے کہا کہ بہت اچھا میں کردونگا۔ لیکن فوراً کرنے پر آمادہ نہ ہوا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے غصّہ میں اس سے فرمایا کہ تم پیر صاحب کے پیشاب کے بیٹے ہو اور میں ان کے سینہ کا بیٹا ہوں۔ تم نے کیا سمجھ رکھا ہے۔ اللہ والوں کے ہاں دنیا کے مفاد پیش نظر نہیں ہوتے۔ جب تک یہ رنگ پیدا نہ ہو۔ اصلاح نہیں ہوتی۔ اکبر الہ آبادی کا ایک

شعر ہے۔ فرماتے ہیں۔

ع سب کو یہ مسلم ہے کہ معبود وہی ہے
کم ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مقصود وہی ہے

یہ ہے اخلاص۔

آخر میں ضمیمہ عرض کرتا ہوں کہ اپنے اندر استعداد ہو۔ تو کامل کی صحبت میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے لئے عقیدت ادب اور اطاعت شرط ہے۔ ورنہ ع

زمین شور سنبل بر نیارد

بعض زمینیں بیج کو ہی کھا جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اصلاح قلب کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

---

۷ ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ مطابق ۸ نومبر ۱۹۵۶ء

بعض بیماریاں مرنے سے ختم ہو جاتی ہیں اور بعض مرنے کے بعد بھی ساتھ جاتی ہیں

جسمانی بیماریوں میں سے سب سے بڑی خطرناک بیماری دق

کی ہے۔ وہ بھی انسان کے مرنے کے بعد ختم ہو جاتی ہے
روحانی بیماریاں بھی بہت ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں ایک
وہ جن کا مریض ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا۔ ان
بیماریوں کے مریضوں کے لئے نہ شفاعت ہے اور نہ نجات
ہے۔ اور وہ تین ہیں۔
۱۔ شرک۔ ۲۔ کفر۔ ۳۔ نفاق اعتقادی۔ دوسری قسم کی
بیماریاں ایسی ہیں۔ جن کے مریض دوزخ میں جائیں گے۔
بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت
سے دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کردیئے جائینگے
وہ بھی بہت ہیں۔ بطور مثال عرض کرتا ہوں۔ کبر۔ عُجب
حسد۔ اگر ان بیماریوں کے مریضوں کے دلوں میں ایمان ہے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے
دوزخ سے نکل آئیں گے۔ میرا فرض ہے۔ کہ اپنی جماعت
کو ان روحانی امراض کی اطلاع دوں تاکہ اللہ تعالےٰ انہیں
شفایاب ہوکر دنیا سے رخصت ہونے کی توفیق دے۔ مَیں
ان امراض کے کتاب وسنت سے حوالہ جات نہیں نقل
کروں گا۔ کیونکہ میرے احباب میں سے بالخصوص وہ

جماعت جن کا اس گنہگار پر اعتماد ہے۔ جانتی ہے کہ جو بات کہتا ہے وہ ذمہ داری سے کہتا ہے۔ اسی لئے اُنہوں نے میرے ساتھ بیعت کا تعلق قائم کیا ہوا ہے۔ اور یہ مجلس ذکر در اصل انہیں احباب کے لئے تجویز شدہ ہے۔

وہ مہلک بیماریاں جن کے مریض کے لئے شفاعت نہیں

۱۔ **شرک**۔ شرک یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے وہی تعلق رکھے جو فقط اللہ تعالیٰ ہی سے رکھنا چاہئے تھا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خالق جانے یا کسی کو اس جہان کا مالک مانے۔ یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حاجت روا مانے۔ یا مشکل کشا مانے۔ یا کسی کو اولاد دینے والا جانے۔ یا رزق میں تنگی اور کشادگی کرنے والا مانے۔ یا کسی کے آگے سجدہ کرے۔

۲۔ **کفر**۔ کفر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم معلوم ہونے کے بعد ماننے سے انکار کرے

۳۔ **نفاق اعتقادی**۔ اعتقادی منافق وہ ہے۔ جو بظاہر اسلام کا قائل ہو اور دل میں مخالف اسلام ہو۔ ایسے لوگوں کے کلمہ طیبہ پر بھی اعتماد نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ قرآن مجید

میں ان کا ذکر سورۃ المنفقون میں پایا جاتا ہے۔

إِذَا جَاءَكَ الْمُنٰفِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنٰفِقِينَ لَكٰذِبُونَ	جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے بے شک منافق البتہ جھوٹ بولنے والے ہیں۔
(سورۃ المنفقون رکوع ۱ پ ۲۸)	

نتیجہ یہ نکلا کہ جب تک انسان کے دل میں اللہ تعالےٰ کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا یقین نہ ہو اس وقت تک زبان سے کلمہ پڑھ لینا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

وہ مہلک بیماریاں جن کے مریض کے لئے شفاعت بھی ہے اور نجات بھی

ا۔ حسد۔ حدیث شریف میں ہے۔

ان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب	بے شک حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو کھا

جاتی ہے۔

حسد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی انسان پر کوئی احسان فرمائے اور اُسے کوئی نعمت عطا فرمائے۔ حاسد اس اللہ تعالیٰ کی اس داد پر پیچ و تاب کھا رہا ہے۔ کہ ہائے! یہ نعمت اس کو کیوں دی گئی ہے۔ در اصل حاسد اللہ تعالےٰ پر معترض ہے کہ اے اللہ! تو نے یہ نعمت اس کو کیوں دی۔ مجھے دینی چاہئے تھی۔ پھر یہ ہاتھ پاؤں مارتا ہے کہ کسی طرح یہ نعمت اس سے چھن جائے۔ اور مجھے مل جائے۔ مثلاً سرکاری ملازموں میں سے افسروں نے کسی ایک ملازم کو ترقی دیدی ہے۔ اب حاسد اس کیخلاف گمنام رپورٹیں لکھ رہا ہے۔ تاکہ افسروں کی نظر میں وہ شخص گر جائے اور اس کی ترقی واپس ہو جائے۔ یا مثلاً کسی شخص کو اللہ تعالےٰ نے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ بعض حاسد عورتیں ٹونے ٹانے کرنے والے بے دین تعویذ نویسوں سے ایسے ٹونے کراتی ہیں۔ جن سے ان کی کوشش یہی ہوتی ہے۔ کہ دوسری عورت کا بیٹا مر جائے۔ اور اس کے ہاں ہو جائے۔ مذکور الصدر حدیث شریف کی بناء

پہ جب حاسد کی نیکیاں تباہ و برباد ہوگئی ہیں۔ تو
اس کا ٹھکانا دوزخ کے سوا اور کہاں ہوگا ؟ ہاں اگر
دل میں ایمان ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی شفاعت کی برکت سے بالآخر دوزخ سے نکل آئیگا
حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے قابیل حسد
کا مریض تھا۔ جس نے اپنے بھائی کو حسد سے قتل
کیا تھا۔

۲۔ کبر۔ کبر بھی ایک مہلک بیماری ہے۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کبر کی معنی خود بیان فرمائی ہیں۔

بطر الحق وغمط الناس ــ سچی بات ماننے سے انکار کرنا
اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

اور یہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے۔ کہ جس
شخص کے دل میں کبر ہوگا۔ وہ بہشت میں نہیں جائیگا
یعنی پہلے پہل نہیں جائے گا۔ پہلے تو دوزخ ہی میں
جائے گا۔ اگر دل میں ایمان ہوگا تو بالآخر رحمۃ للعالمین
کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکل آئے گا۔
اور اگر ایمان بھی نہیں ہے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ

میں رہے گا۔ جس طرح فرعون کبر کا مریض ہے۔ حضرت موسیٰؑ جو اولوالعزم پیغمبر ہیں انہیں ذلیل خیال کرتا ہے اور خود اپنے اندر ایمان بھی نہیں ہے۔ اس لئے دوزخ سے کبھی نہیں نکلے گا۔

۳۔ **عُجب۔** عُجب بھی ایک روحانی مہلک بیماری ہے۔ قارون اُس عُجب کی بیماری کا مریض ہے۔ عُجب کا مطلب یہ ہے۔ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جو نعمتیں نصیب ہوتی ہیں۔ انہیں اللہ تعالےٰ کا فضل اور احسان نہ جانے۔ بلکہ اپنی محنت اور کوشش کا نتیجہ خیال کرے۔ مثلاً ایک طالب علم امتحان میں کامیاب ہونے پہ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ اگرچہ میں نے کامیابی کیلئے محنت تو کی تھی مگر کامیابی محض اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہوئی ہے۔ ورنہ کئی قابل اور محنتی طالب علم بھی امتحان میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ الحمد للہ۔ یہ طالب علم عُجب (خود پسندی) کے مرض کا مریض نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہوگا۔ اس کے مقابلہ میں دوسرا طالب علم اپنی کامیابی کو اپنی محنت اور کوشش کا نتیجہ خیال

کرے۔ اس غلطی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ کی رحمت سے دور۔ اس کے بعد دُور تر۔ اس کے بعد دور ترین ہو جائے گا۔ آپ خود خیال کریں۔ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ترین ہوگا۔ مرنے کے بعد اس کا ٹھکانا کہاں ہوگا۔

امراض روحانی کے معالج

طب یونانی کے اطبا جب اپنی ادویات کی فہرست شائع کرتے ہیں۔ تو ٹائیٹل پیج پر لکھتے ہیں۔ لکل داءٍ دواءٌ (ہر بیماری کا علاج ہوسکتا ہے)

اسی طرح امراض روحانی کا علاج بھی بفضلہ تعالیٰ ہوسکتا ہے۔ ان امراض روحانی کے معالج صوفیائے عظام ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ کوئی کھرا اور سچا باخدا اللہ تعالیٰ کا بندہ مل جائے۔ کھرے صوفی کے لئے پہلی شرط اتباع کتاب و سنت ہے۔ جو کتاب و سنت کا متبع نہ ہو وہ خواہ آسمان پر اُڑتا ہوا آئے لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے اور قبلۂ عالم کہلائے اس کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھنا گناہ ہے۔ اس کی بیعت کرنا حرام ہے۔ اور اگر غلطی سے ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے۔

۱۱ ربیع الآخر ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۵۶ء

ریاء - سمعہ

میری آج کی معروضات کا عنوان نیکیوں کو کھا جانے والے دو بھیڑیئے

ریا - غیر کو دکھلانا - سمعہ - غیر کو سنانا

اللہ تعالےٰ نے اس جہان میں جتنی چیزیں پیدا کی ہیں - وہ سب ایک دوسرے کی دشمن ہیں - پانی آگ کا دشمن - آگ لکڑی کی دشمن - بکری سبز پتوں کی دشمن - بھیڑیا بکری کا دشمن سانپ اور بچھو انسان کے دشمن دونوں چاہتے ہیں کہ انسان دنیا سے رخصت ہو جائے - کہاں انسان کا قد و قامت اور کہاں بچھو - لیکن یہ انسان کو اتنا تڑپاتا ہے کہ خدا کی پناہ - جس طرح انسان کے جسمانی دشمن ہیں - اسی طرح اس کے روحانی دشمن بھی ہیں - جو نیکیوں کو کھا جاتے ہیں -

اللہ تعالےٰ کے ہاں وہ نیکی قبول ہوتی ہے - جس میں اخلاص ہو - اخلاص کے معنی ہیں کہ یہ کام اللہ کے لئے ہے اور غیر اللہ کے لئے نہیں ہے - غیر اللہ کو نہ دکھلانا نہ سنانا - اور نہ غیر اللہ سے واہ واہ کرانا پیش نظر

ہو۔ غیر اللہ کی نفی ضروری ہے۔ مثلاً ایک شخص مسجد محض اللہ کے واسطے بناتا ہے۔ اس میں وراثت نہیں چلے گی مگر شیطان لعین دل میں خیال لائے گا۔ کہ لوگ کہیں گے فلاں شخص نے بہت خوبصورت مسجد بنائی ہے۔ اگر تربیت یافتہ ہوگا۔ تو اس خیال کو رد کر دیگا۔ اگر رد نہ کیا۔ تو شیطان اتنی بڑی نیکی کے کام کو ضائع کر دے گا ہادی جب تک تنبیہ نہ کرے۔ تو شیطان لعین نیکی کو نہیں بچنے دیتا۔

ہادی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دروازہ کے غلام اور مضل شیطان کے ایجنٹ ہوتے ہیں۔ وہ نیکی کی طرف اور یہ برائی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ دونوں آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک آرہے ہیں۔ اور قیامت تک رہیں گے۔

بھیڑیا اگر بکری کو پھاڑ جائے۔ تو وہ ہمارے کام کی نہیں رہتی۔ اسی طرح ریاء اور سمعہ نیکی کو باقی نہیں رہنے دیتے۔

شیطان لعین ضرور غیر اللہ کا خیال لاتا ہے۔ اگر تربیت یافتہ

ہوگا۔ تو اس خیال کو رد کر دے گا۔ ورنہ وہ نیکی کو نہیں پھٹنے دے گا۔ انگریزی داں کالج میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ہوسٹل میں رہتے ہیں۔ بی۔ اے اور ایم اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد نوکر ہو جاتے ہیں۔ دین کی سمجھ ہوتی نہیں اِلاَّ مَاشَاءَ اللہ اس لئے ان میں سے بعض کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر اتوار کے اس اجلاس میں چندہ دیں۔ جس میں۔ زیادہ سے زیادہ مجمع ہو اور بھرے اجلاس میں ان کے چندے کا اعلان ہو۔ پانچ سو میاں صاحب نے اپنی طرف سے دیا۔ تالیاں بجیں۔ دو سو بیگم صاحبہ کی طرف سے دیا۔ پھر تالیاں بجیں۔ سو سو دو صاحبزادوں کی طرف سے۔ سو چھوٹی اور سو بڑی بہو کی طرف سے دیا۔ ہر اعلان پہ تالیاں بجیں۔ میاں صاحب کے دل میں شیطان لعین یہ خیال لائے گا۔ کہ لوگ کہیں گے ایں ہمہ خانہ آفتاب است۔ لوگوں کے دلوں میں ہماری عزت ہو گی وہ کہیں گے۔ کہ یہ بڑے اسلام پرست ہیں۔ اگر نیت یہ ہے۔ جو میں عرض کر گیا ہوں۔ تو سب برباد

جو کچھ دیا خدا واسطے دیا۔ واپس نہیں لینا۔ مگر سب کچھ ضائع گیا۔ کیونکہ خلق اللہ کو دکھانا اور ان سے شاباش لینا بھی پیش نظر ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ قیامت کے دن اعلان ہوگا۔ کہ جس نے جس کے لئے دنیا میں کام کیا تھا۔ اس سے جا کر اجر لے لے۔ مگر وہاں سوائے اللہ تعالےٰ کی ذات کے کوئی نہ ہوگا۔

منافقین کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ	اور (منافق) جب نماز میں کھڑے
قَامُوْا کُسَالٰی یُرَآءُوْنَ	ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں
النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ	اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے
اِلَّا قَلِیْلًا (سورہ النساء رکوع ۲۱ پ ۵)	ہیں)

یہ وہی ریاء کی روحانی بیماری ہے۔ منافقین نماز میں اس لئے شامل ہوتے تھے۔ کہ لوگ ان کو دیکھیں کہ یہ بھی نمازی ہیں۔ دوسری جگہ منافقین کی سمعہ کی بیماری کا ذکر فرماتے ہیں

سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ سَمّٰعُوْنَ	جھوٹ بولنے کے لئے جاسوسی

لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ	کرتے ہیں۔ وہ دوسری جماعت
(سورۃ المائدہ رکوع ۶ پ ۶)	کے جاسوس ہیں۔ جو آپ تک نہیں آئی

وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضورؐ میں اپنی اصلاح کے لئے نہیں آتے تھے۔ بلکہ یہود کے سی۔ آئی۔ ڈی بن کر ان کی جاسوسی کرنے آتے تھے۔ اپنی اصلاح کے لئے حضورؐ کے ارشادات نہیں سنتے تھے۔ بلکہ یہود کو رپورٹیں پہنچانے کیلئے

ان دونوں روحانی بیماریوں کا ذکر حدیث شریف میں بھی آتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ایک باب باب الریاء والسمعۃ بھی ہے۔ اس باب کی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

عن محمودؓ بن لبید	محمودؓ بن لبید کہتے ہیں۔ رسول اللہ
ان النبی صلی اللہ علیہ	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وسلم قال ان اخوف ما	جس چیز سے میں تمہارے لئے
اخاف علیکم الشرک الاصغر	بہت ڈرتا ہوں۔ وہ شرکِ
قالوا یا رسول اللہ وما	اصغر ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا
الشرک الاصغر قال الریاء	یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا
رواہ احمد	ہے۔ فرمایا ریاء۔
عن ابی سعیدؓ الخدری	ابی سعیدؓ کہتے ہیں۔ کہ ہم

قال خرج علينا رسول	مسیح دجال کا ذکر کر رہے
الله صلی الله علیه وسلم	تھے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ
ونحن نتذاکر المسیح	علیہ وسلم تشریف لے آئے۔
الدجال وقال الا اخبرکم	اور فرمایا۔ خبردار! کیا تم کو
بما هوا خوف علیکم	ایک اور بات بتاؤں۔ جو
عندی من المسیح الدجال	میرے نزدیک تمہارے لئے
فقلنا بلیٰ یارسول الله	مسیح دجال سے خطرناک ہے
قال الشرک الخفی ان	ہم نے عرض کیا۔ ہاں یارسول
یقوم الرجل فیصلی فیزین	اللہ! آپ نے فرمایا وہ خطرناک
صلوته لما یریٰ من نظر	چیز شرک خفی ہے کہ آدمی نماز
رجل رواه ابن ملجه	کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ اور نماز
	کو زیادہ کر دیتا ہے۔ کیونکہ کوئی
	آدمی اس کو دیکھ رہا ہے۔
عن عبد الله بن عمرؓ	عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ
انه سمع رسول الله	انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ
صلی الله علیه وسلم	علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا جو
یقول من سمع الناس	شخص اپنے عمل کو مشہور کرنے کیلئے

بعمله سمع الله به اسامع خلقه و حقره و صغره رواه البیهقی فی شعب الایمان

خداوند تعالےٰ اس کے ریاء کے عمل کو اپنی مخلوق کے کانوں تک پہنچا دے گا۔ اور اُسے ذلیل و رسوا کرے گا۔

عن شداد رض بن اوس قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من صلی یرائی فقد اشرك ومن صام یرائی فقد اشرك ومن تصدق یرائی فقد اشرك رواه احمد

شداد بن اوس رض کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔ کہ جس شخص نے دکھلانے کے لئے نماز پڑھی۔ اس نے شرک کیا۔ جس نے دکھلانے کو روزہ رکھا۔ اس نے بھی شرک کیا۔ اور جس نے دکھلانے کے لئے خیرات کی۔ اس نے بھی شرک کیا۔

نماز اللہ کی رضا کے لئے پڑھنی چاہئے۔ لیکن لاہور میں مجھے ایسے واقعات معلوم ہیں۔ کہ لڑکی کے والدین نے رشتہ اس لئے دینے سے انکار کر دیا۔ کہ لڑکا نہ نماز کا پابند ہے اور نہ داڑھی رکھتا ہے۔ لڑکے کو جب اس کا علم ہوا۔ تو اس نے داڑھی بھی رکھ لی اور نماز بھی شروع کر دی۔ جس

مسجد میں لڑکی کا باپ نماز پڑھتا تھا۔اس میں نماز پڑھنے لگا۔جب شادی ہوگئی۔تو نہ نماز رہی نہ داڑھی۔عربی میں کہتے ہیں۔اذا فات الشرط فات المشروط رجب شرط ختم ہوگئی۔تو مشروط بھی ختم ہوگیا) بعض لوگ گھر میں نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ روزہ رکھتے ہیں۔لیکن سفر میں لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز بھی ادا کرتے ہیں۔اور روزہ بھی رکھتے ہیں۔یہ ریاء ہے۔اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو ان دونوں بھیڑیوں سے بچائے۔آمین یا الہ العالمین۔

اگر ہادی تنبیہ نہ کرے۔تو یہ دونوں بھیڑیئے نیکیوں کو کھا جاتے ہیں۔اس قسم کے لوگ اس آیت کی زد میں آتے ہیں

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا (سورہ کہف رکوع ۱۲ پ ۱۶)

فرما دیجئے کیا میں تمہیں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں۔وہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں کھوئی گئی اور وہ خیال کرتے ہیں۔کہ بے شک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

ہم اس جہان میں کمانے کے لئے آئے ہیں۔کمانا کیا ہے؟

نیکیاں ۔جن لوگوں کا اس آیت میں ذکر ہے ۔معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس جہان میں نیکیوں کے تو انبار لگا دیئے ۔ مگر چونکہ ہادی کی صحبت نصیب نہیں ہوئی ۔اس لئے شیطان نے سب نیکیاں ضائع کر دیں ۔تربیت نہ ہو تو نہ حج نہ نماز نہ روزہ اور نہ زکوٰۃ بچیں گے ۔ ریاء اور سمعہ کے علاوہ نیکیوں کو برباد کرنے والے اور سبب بھی ہو سکتے ہیں ۔ تربیت یافتہ حضرات کا ذکر اس آیت میں آتا ہے ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ (سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ پ ۹)	بے شک جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں ۔ جب کوئی انہیں کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آتا ہے ۔تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں ۔پھر ۔ پھاٹک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں ۔

نیکی کے کام میں شیطان غیر اللہ کا خیال لاتا ہے ۔ مثلاً سویرے مسجد میں آئے تو یہ خیال لائے گا ۔کہ امام صاحب کہیں گے کہ فلاں شخص بڑا نیک ہے ۔ بڑی سویرے مسجد میں آجاتا ہے ۔ ہردم ۔ ہرآن ۔ ہر کام میں خیال لاتا ہے اگر تربیت یافتہ ہے ۔تو شیطان کے وار کو اخلاص کی ڈھال

پر روک لے گا۔

ہمارے قادری خاندان میں یہ مشق کرائی جاتی ہے۔ کہ تحت الثریٰ سے عرش معلیٰ تک اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں۔ اللہ تعالےٰ کی صفات سبع کی مشق کرائی جاتی ہے۔ لا بصیر الا اللہ۔ لا کلیم الا اللہ۔ لا سمیع الا اللہ۔ لا حی الا اللہ۔ لا قدیر الا اللہ۔ لا مرید الا اللہ۔ لا علیم الا اللہ

یہ مشقیں اس لئے کرائی جاتی ہیں۔ کہ ہستی فنا ہو جائے۔

جاہلوں اور انگریزی دانوں کو تو جانے دیجئے۔ وہ تو ان باتوں سے بالکل کورے ہوتے ہیں۔ مدارس عربیہ کے فارغ التحصیل علماء میں بھی یہ رنگ نہیں ہوتا۔ جس طرح مسافر خیبر میل میں راتوں رات لاہور سے چل کر راولپنڈی پہنچ جاتے ہیں۔ اور راستہ میں راوی چناب۔ جہلم سب عبور کر جاتے ہیں۔ اور پتہ بھی نہیں چلتا۔ کہ کب یہ دریا گزر گئے اسی طرح مدارس عربیہ میں علمائے کرام ان چیزوں سے عبور کر جاتے ہیں۔ مگر اصلاح حال نہیں ہوتی۔ انگریزی دان ۱۴ سال باپ کی کمائی کھا کر بی اے کی ڈگری حاصل کرتے ہیں طلبائے مدارس عربیہ ۱۴ سال تعلیم پا کر دستار فضیلت

بندھوا کر آتے ہیں۔ لیکن اصلاح حال نہ ان کی ہوتی ہے نہ ان کی یعنی امراض روحانی سے نہ وہ شفا پاتے ہیں اور نہ یہ شیطان لعین قدم قدم پر ریاء لاتا ہے۔ اس لئے ہر وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح دشمن کے حملہ آور ہونے سے پہلے مشین گنیں لگی ہوتی ہیں۔ تاکہ دشمن کے مقابلہ میں ان سے کام لیا جائے۔ اسی طرح شیطان کے مقابلہ کے لئے بھی ہر وقت اخلاص کی مشین گن تیار رکھنی پڑتی ہے۔ یہ بھی ایک درجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ریاء اور سمعہ دونوں بیماریوں سے اپنی نیکیوں کو بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

---

۱۸ ربیع الآخر ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۵۶ء

انسان کی اصلاح اصلاح قلب پر موقوف ہے

یہ مجلس اللہ اللہ کرنے والے احباب کے لئے ہے۔ جو اپنی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بھی اللہ کا فضل ہے۔

کہ کسی کو اپنی اصلاح کی طرف متوجہ فرما دے۔ اور یہ نصب العین بن جائے۔ کسی کا نصب العین بی اے۔ اور ایم اے۔ کرکے محکمہ تعلیم کی ملازمت ہے۔ کسی کا فوج میں افسر بننا نصب العین ہے۔ ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد ان کا مقصد گلبرگ میں کوٹھی بنانا ہوتا ہے۔ ان کو خدا یاد ہی نہیں ہوتا۔

اکبر الہ آبادی مرحوم خوب فرما گئے۔

کیا کہوں احباب کیا کار نمایاں کر گئے

بی اے ہوئے، نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے

اگر اصلاح اس جہان میں ہو جائے تو بہتر ورنہ اللہ تعالیٰ کے ہاں روحانی امراض کے لئے ایک ہی ہسپتال ہے جس کا نام جہنم ہے۔ میو ہسپتال کی طرح اس میں مختلف وارڈ ہیں۔ امراض روحانی کا علم علماء کی صحبت میں ہوتا ہے اور ان سے شفا صوفیاء کرام کی صحبت میں ہوتی ہے۔ میرے دو مربی ہیں۔ ۱۔ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ ۲۔ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ۔ دونوں سے میں نے کسی کتاب کا ایک سبق بھی نہیں پڑھا۔ دونوں کے دروازہ

کی گدائی کی۔ جو کچھ ملا۔ وہ دیا اللہ تعالے نے لیکن ذریعہ وہ حضرات بنے۔ بعض حضرات جامع بھی ہوتے ہیں۔ ہمارے سلسلہ عالیہ دیوبندیہ میں اکثر حضرات جامع چلے آ رہے ہیں۔ اب حضرت مولینا حسین احمد صاحب مدنی سلمہ اللہ جامع ہیں۔ وہ ظاہر کے فاضل اجل اور باطن کے کامل اکمل ہیں۔ لیکن اے پنجابیو! تم میں سے اکثر اندھے ہیں۔ جنہوں نے ان کو نہیں دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی دن دیکھ لیا تھا۔ ابو جہل تیرہ سال نہ دیکھ سکا۔ بلکہ اس دید سے محروم دنیا سے گیا۔ اللہ تعالے وہ تمہیں آنکھیں عطا فرمائے۔ جن سے تم مولنا حسین احمد صاحب مدنی کو دیکھ سکو۔ آمین یا الہ العالمین۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں۔ کہ اندھے سارے بینا کوئی۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ بینا سارے اندھا کوئی۔ اللہ والوں کے جوتوں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنایا جائے۔ تو باطن کی بینائی حاصل ہوتی ہے۔ پھر انسانوں میں سے کوئی سؤر۔ کوئی کتا۔ کوئی بھیڑیا نظر آتا ہے۔

اس قسم کے دو حضرات سے مجھے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ان میں سے ایک کا انتقال ہو چکا ہے دوسرے زندہ ہیں۔ دونوں نے مجھے بتلایا۔ کہ ان کو کوئی سُور کوئی کُتا۔ کوئی بھیڑیا نظر آتا ہے۔ جس کو ہم انسان سمجھتے ہیں۔ یہ انسانیت کا سائز ہے۔ انسانیت اگر آئے گی تو اسی میں آئے گی۔ انبیاء علیہم السلام انسان بناتے ہیں۔ انسان کی اصلاح کے معنی ہیں۔ کہ خدا اس سے راضی ہو جائے۔ انسان کی اصلاح اس کے قلب کی اصلاح پہ موقوف ہے۔ اصلاح شدہ قلب کے متعلق قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (سورہ الشعراء رکوع ۵ پ ۱۹)	جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دے گی۔ مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آیا۔

حقیقی محبت سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ ہو نہ بیوی سے نہ اولاد سے۔ نہ جائداد سے نہ برادری سے اور نہ سوائے خدا کے کسی کا ڈر ہو۔ یہ قلب

سلیم ہے ۔ یہ ہے ۔

اصلاح قلب

یہ تو قرآن مجید تھا ۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی سنئے ۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ (رواہ ابوداؤد)

(ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جس نے محبت رکھی تو اللہ کے لئے اور دشمنی رکھی تو اللہ کے لئے اور دیا تو اللہ کے لئے اور دینے سے ہاتھ روکا تو اللہ کے لئے پس تحقیق اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا ۔

ع ۔ تواضع ز گردن فرازاں نکوست
گدا اگر تواضع کند خوئے اوست

خدا کی رضا کے لئے مفید ہے ۔ تو غیروں سے بھی دوستی رکھے ۔ لیکن اگر خدا کی رضا کے منافی ہو تو اپنے باپ ۔ اولاد بھائی اور برادری سے بھی دوستی نہ رکھے ۔ قرآن مجید میں اس کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ الآیہ (سورہ المجادلہ۔ رکوع ۳ پ ۲۸)

(آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں۔ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں۔ گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔

خدا کی محبت میں رخنہ انداز نہ ہو تو ہم باپ۔ اولاد بھائی اور برادری سب سے دوستی رکھیں گے۔ اگر ان کی دوستی اللہ کی محبت میں رخنہ انداز ہوگی۔ تو ہم سب کو کاٹ کر پھینک دیں گے۔ پنجابی اکثر کہا کرتے ہیں۔ مولوی صاحب بات تو ٹھیک کہتے ہیں۔ پر ہم نے کہیں سے رشتہ لینا ہوا اور کہیں دینا ہوا۔ میں کہا کرتا ہوں کہ "پر" کفر ہے۔ ان کی اس سے مراد یہ ہوتی ہے۔ کہ ہم شریعت پر عمل نہیں کریں گے۔ یہ بد نصیب مسلمان ہیں۔ جن کو

کوئی ہادی نہیں ملا۔

یہ یاد رکھئے۔کہ جو لڑکی ہماری تقدیر میں لکھی ہے۔ اس کو دوسرا لے جا نہیں سکتا۔ وہ ہمارے گھر آکر رہیگی خواہ اس کے والدین رشتہ دینے سے انکار بھی کریں اور جو لڑکی ہماری تقدیر میں نہیں ہے۔ وہ ہمارے گھر آ ہی نہیں سکتی۔ خواہ ہم لاکھ جتن کریں۔

میں عرض کر چکا ہوں کہ اصلاح کا مدار اصلاحِ قلب پر ہے۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

ان فی الجسد لمضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب

(بے شک انسان کے جسم میں البتہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ خبردار اور وہ (گوشت کا ٹکڑا) دل ہے۔

دل ہادی کی صحبت میں ٹھیک ہو جاتا ہے۔ قاعدہ بغدادی بھی نہیں آتا۔ جب تک اُستاد سے نہ پڑھا جائے۔ دل کی

اصلاح کے معنی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کی پرواہ نہ ہو۔ بے دین برادری اکثر یہ دھمکی دیتی ہے۔ کہ اگر باجے نہ بجائے تو ہم جنازہ کو کندھا نہ دیں گے۔ اگر تربیت یافتہ ہے تو وہ جواب دے گا کہ خدا کرے تم جیسے بے دین میرے جنازہ کوکندھا نہ ہی دیں۔ جنازہ دفن کرانا اللہ کا کام ہے۔ کیا لاوارث جنازوں کو کارپوریشن کا عملہ دفن نہیں کرتا۔ تم تو ریاکار ہو۔ اور دکھلاوے کے لئے کندھا دیتے ہو۔ اگر اللہ تعالےٰ کو منظور ہوا تو وہ اپنے نیک بندے یا فرشتے بھجوا دے گا۔ ہم فقط اللہ تعالےٰ کے ہیں جو اس کے ساتھ رہتے ہوئے ہمارے ساتھ رہ سکے۔ ہم اس کے ساتھ نباہینگے۔ جو اس تعلق میں خلل انداز ہوگا۔ ہم اس کی پرواہ نہ کریں گے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ بیوی۔ بچے۔ بہن۔ بھائی سب طمع کے یار ہیں۔ مرد کو بیوی وہ پیاری لگتی ہے۔ جو بھنگن کا کام بھی پورا کرے۔ دھوبن۔ درزن۔ اور باورچن بھی ہو۔ بے طمع کا یار آسمان پر اللہ تعالےٰ اور زمین پر رحمتہ للعلمین ہیں۔ یا پھر اللہ والوں کو بے طمع کا یار دیکھا

میں نے اپنے دونوں مربیوں کو کبھی ایک پیسہ بھی نذرانہ نہیں دیا تھا - اس وقت اتنی وسعت ہی نہیں تھی جب اللہ تعالیٰ بیس یا پچیس روپیہ کہیں سے دلوا دیتے کچھ بیوی بچوں کو دے دیتا اور کچھ راستہ کا خرچ رکھ لیتا - باقی ریل کا کرایہ ادا کر کے ان کے حضور میں پہنچ جاتا - مجھے دونوں حضرات سے عشق تھا - اور ان کو مجھ سے بے حد محبت تھی - جب میں حاضر خدمت ہوتا تو حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ پھولے نہ سماتے - سب سے فرماتے میرا بیٹا آگیا - ہماری اماں کو کہلا بھیجتے کہ احمد علی آیا ہے - اس کے لئے گیہوں کی روٹی شہد اور مکھن بھیجو - کیونکہ ان کے ہاں اکثر جوار کی روٹی پکتی تھی - کھانا کھلانے کے بعد فرماتے - بیٹا! تھکے ہوگے اب سو رہو - پھر باتیں کریں گے -

اصلاحِ قلب کے معنی عرض کر چکا ہوں - اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی اصلاحِ قلب فرمائے - آمین یا الہ العلمین اصلاحِ قلب قیامت کے دن کام آئے گی - اس دن نہ مال نہ اولاد کام آئے گی -

ع۔ دلا تو رسمِ تعلق ز مرغِ آبی جو
گرچہ غرق بدریاست خشک پر برخاست

یہ نظارہ سمندر میں دیکھنے میں آتا ہے۔ ایک پرندہ پانی کی سطح پر بیٹھا ہوا ہے۔ ایک موج آتی ہے اور اس کے اوپر سے گزر جاتی ہے۔ اسی طرح دوسری تیسری موج گزر جاتی ہے۔ مگر وہ اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے۔ جب اڑنا چاہتا ہے۔ تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پروں کو پانی لگا ہی نہیں۔ مسلمان کو اس طرح سے دنیا میں زندگی بسر کرنے کا حکم ہے۔ کہ سب میں رہے۔ مگر سب کو غیر سمجھے۔ دلی تعلق فقط اللہ تعالےٰ سے ہو۔

ع گفتن و کردن فرقے دارد

جو کچھ اصلاحِ قلب کے متعلق میں عرض کر گیا ہوں یہ تو قال ہے۔ اس کو حال بنانے کے لئے کسی صاحب حال کی ممتد صحبت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس کو اپنا حال بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العلمین۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ یہ کسی کا حال ہو جائے۔ اس پر استقامت یہ بھی اللہ تعالےٰ کا فضل

ہے۔ اس لئے اللہ والے فرماتے ہیں۔

اطلبوا الاستقامۃ ولا تطلبوا الکرامۃ فان الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔

ترجمہ :- (اللہ تعالےٰ سے) استقامت کی دعا کرو۔ کرامت نہ مانگو۔ استقامت کرامت سے بالاتر ہے کرامت۔ صاحب کرامت کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ استقامت صاحب استقامت کو دے دی جاتی ہے۔

اللہ تعالےٰ میری اور آپ کی اصلاح قلب فرمائے امین یا الہ العالمین

۲۵ ربیع الآخر ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۵۶ء

مسلمانوں کو صحت جسمانی کے علاوہ صحت روحانی کی بھی ضرورت ہے

صحت جسمانی کے تو سب خواہاں ہیں۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی یہودی اور پارسی غرضیکہ سارا جہان صحت جسمانی چاہتا ہے پھی صحت روحانی کا قانون فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے پاس ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس۔ اس کا

خیال حضورؐ کی امت کو بھی بہت کم ہے ۔ ۷۳ فرقوں میں سے صرف ما انا علیہ و اصحابی والے ایک فرقہ کو اس کا خیال ہے ۔ اے مسلمان ! تمہیں تو دونوں قسم کی صحت کی ضرورت ہے ۔ جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ تمہیں تو کلمہ کے اقرار کی برکت سے روحانی صحت کی بھی ضرورت ہے ان کو تو اعلیٰ درجہ کی سواری ۔ مکان اور لباس چاہئے کھانا بھی اعلیٰ قسم کا ہو ۔ غرضیکہ وہ چاہتے ہیں ۔ کہ ساری دولت ان کے ہاں ہی سمٹ کر آجائے ۔ وہ اس سے آگے نہیں بڑھتے ۔ اے مسلمان ! جب تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتا ہے ۔ تو تیرے ذمہ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا لازمی ہو جاتا ہے ۔ اگرچہ اللہ تعالےٰ ہر جگہ ہے ۔ لیکن وہ علی العرش استویٰ ہے ۔ زمین پر اللہ تعالےٰ کے نمائندے حضورؐ ہیں ۔ اس لئے آپؐ کی تابعداری اللہ کی تابعداری ہے ۔ قرآن مجید میں فرماتے ہیں

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ	(اور ہم نے کبھی کوئی رسول
اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔	نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ

(سورہ النساء رکوع ۹ پ۵) اللہ کے حکم سے اس کی تابعداری
کی جائے۔

کیونکہ حضورؐ دین کے معاملہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں فرماتے۔ جو کچھ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے القا ہوتا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (اور نہ وہ اپنی خواہش سے
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کچھ کہتے ہیں۔ یہ تو وحی ہے
(سورہ النجم رکوع ۳ پارہ ۲۷) جو ان پر آتی ہے)

اس لئے حضورؐ کا ارشاد اللہ تعالےٰ کا فرمان ہوگا۔

انگریز کے زمانہ میں لندن سے اعزازی القاب آیا کرتے تھے۔ اگر کوئی مسلمان دل کھول کر سرکار کی خدمت کرتا تھا۔ تو اس کو "خاں صاحب" کا لقب عطا ہوتا تھا۔ پھر دل کھول کر خدمت کی تو "خان بہادر" بنا دیا۔ پھر دل کھول کر خدمت کی تو "سر" بنا دیا۔ اسی طرح ہندو کو "رائے صاحب" اور "رائے بہادر" سکھ کو "سردار صاحب" اور "سردار بہادر" بنا دیتا تھا۔ شاہ لندن کو کیا پتہ تھا۔ کہ کون حکومت کی خدمت کرتا ہے۔ ضلعے کا ڈپٹی کمشنر لکھتا

تھا۔ تو وہاں سے القاب آجاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے زمین پر نمائندہ ہیں۔ جس سے آپؐ ناراض اس سے اللہ تعالیٰ ناراض۔

اے مسلمان! تجھے صحت جسمانی کی بھی ضرورت ہے۔ تاکہ تو اندھا نہ ہو بینا ہو۔ بہرہ نہ ہو تیری قوت شنوائی ٹھیک ہو۔ لنگڑا نہ ہو پاؤں سلامت ہوں۔ غرضیکہ تمام اعضاء درست ہوں تاکہ دین و دنیا کے کام بخوبی سرانجام دے سکے۔ لیکن صحت جسمانی سے زیادہ مسلمان کو صحت روحانی کی ضرورت ہے۔ اکثریت کو جسمانی صحت ہی پیش نظر ہے روحانی صحت کا خیال ہی نہیں۔ انگریز مسلمان کو پاگل بنا گیا ہے۔ پاگل کو پاگل کہہ کر دیکھئے وہ آپ کو۔ آپ کے باپ کو اور آپ کے دادا کو پاگل بنا کر دم لے گا یہ پڑھے لکھے جن اور روحانی پاگل ہیں۔ جو اسلام کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ اگر کوئی ان کی بے دینی پر ان کو تنبیہ کرے تو اس سے لڑتے اور الٹا گالیاں دیتے ہیں۔ یہ انگریز کی پیدا کردہ نسل ہے۔ جہاں انگریز کا اثر نہیں پہنچا تھا۔ وہاں کے لوگوں کو نماز کے لئے کہا

جائے تو وہ شرمائیں گے۔ اپنی کمزوری کا اقرار کریں گے اور کہیں گے کہ دعا کریں اللہ تعالےٰ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالےٰ مسلمانوں کی صحت جسمانی اور صحت روحانی دونوں درست فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

جسم مٹی سے بنا ہے اس کی غذا زمین سے پیدا ہوتی ہے۔ روح عالم ملکوت سے آئی ہے۔ عالم ملکوت کے رہنے والوں کی غذا ذکر الہٰی ہے۔ وہ نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ اس لئے روح کی غذا بھی ذکر الہٰی ہے۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱۰ پ۱۵)

(اور یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں کہہ دیجئے روح میرے رب کے حکم سے ہے۔ اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے۔ وہ بہت ہی تھوڑا ہے)

جب روح کو عالم ملکوت سے لا کر اس پنجرہ میں قید کیا گیا۔ تو اللہ تعالےٰ کی ربوبیت نے تقاضا کیا کہ اس کو یہاں عالم ملکوت کی غذا بہم پہنچائی جائے یہ

قاعدہ ہے۔ کہ بادشاہ جب کسی جانور کو قید کر کے لاتے ہیں تو اس کو اپنے موطن اصلی میں جو غذا ملتی تھی۔ وہی قید خانہ میں بھی دیتے ہیں۔ چڑیا گھر میں شیر کو بارہ مہینے گوشت۔ طوطے کو میوہ جات اور بارہ سنگھے کو گھاس کھلاتے ہیں۔ کچھ دن ہوئے میرا چھوٹا لڑکا مولوی حمید اللہ مجھے چڑیا گھر لے گیا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک جگہ بڑے بڑے سانپ (اژدہا) ہیں۔ وہ سوئے ہوئے تھے۔ اور پاس چوہے پھدک رہے تھے۔ یہ ان کی غذا ہے۔ وہ جب اٹھیں گے۔ تو چوہے کھالیں گے

انسان چونکہ جسم اور روح دونوں کا مجموعہ ہے۔ اس لئے صحت مند انسان کو دونوں قسم کی غذاؤں کی ضرورت ہے۔ جسمانی صحت کی علامت یہ ہے کہ جسم کو کھانے پینے کی چیزوں کی اشتہا پیدا ہو کھانے کے بعد غذا ہضم ہو جائے۔ اسی طرح روحانی صحت کی علامت یہ ہے۔ کہ رُوح کو ذکرِ الٰہی کی اشتہا ہو۔ اور ذکر کے بعد طبیعت میں سرور پیدا ہو۔ مُؤذن جب نماز کے لئے حیَّ علَی الصلوٰۃ کہہ کر بلاتا ہے۔ اگر مسلمان خوشی سے آتا ہے

تو سمجھا جائے گا۔ کہ اس کی روحانی صحت بحال ہے دوکاندار ہے تو دوکان کے آگے کپڑا تان دے گا۔ سرکاری ملازم ہے تو کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوگا۔ نماز میں آنے والوں کو کیا ملے گا؟ فلاح کا تمغہ ملے گا۔ حی علی الفلاح۔ اگر کھانے پینے کی چیزوں کی اشتہاء نہ ہو۔ اور کچھ کھائے تو ہضم نہ ہو۔ تو کہا جائے گا کہ جسمانی صحت بگڑی ہوئی ہے۔ اسی طرح اگر روح کو ذکر الٰہی کی اشتہا نہ ہو تو کہا جائے گا کہ روحانی صحت بگڑی ہوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ میری اور آپ کی دونوں صحتیں درست فرمائے۔ اٰمین یا الٰہ العالمین۔

دونوں قسم کی صحتیں اگر بگڑ جائیں تو دونوں کی بحالی کے اسباب ہیں۔ جسمانی صحت میں موت کا تو کوئی علاج نہیں۔ عام طور پر کہا جاتا ہے۔ کہ جب تک سانس تب تک آس۔ موت کے سوا ہر بیماری سے شفا کی امید رہتی ہے۔ اور آخری دم تک علاج کیا جاتا ہے۔ روحانیت میں بھی یہی ہے۔ اگر ملعون نہیں ہوا تو ہادی کے علاج سے روحانی امراض سے شفا ہو جائے گی۔ مسلمان کی

موجودہ بے دینی میں ستر فیصدی حرام اور مشتبہ مال کا دخل ہے۔ جس کی آمدنی حرام کی ہے۔ اس کے بیوی بچوں کو اوّل تو عبادت کی توفیق نہ ہوگی اگر کرینگے تو قبول نہ ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا (بے شک اللہ تعالےٰ پاک ہے نہیں قبول کرتا مگر پاک چیز کو)

حرام اور مشتبہ مال کھانے والوں کو نماز کی توفیق نہیں ہوتی۔ اگر کوئی زبردستی لے آئے یا شرم کے مارے آجائیں تو نماز میں نہ دل لگتا ہے۔ اور نہ لذت آتی ہے۔ بے دینی کا بیس فیصدی سبب نااہلوں کی صحبت ہے۔ دیندار مسلمانوں کے بچے دسویں جماعت تک ٹھیک رہتے ہیں۔ دسویں جماعت میں گئے۔ ادھر جوانی کا بھوت سر پر سوار ہوا۔ نااہلوں کی صحبت میں گئے اور آوارہ ہوگئے۔ دس فیصدی سبب بے دینوں کے ہاتھ سے ملوث ہوکر کھانے پینے کی چیزوں کا آنا ہے۔

میرا دل چاہتا تھا۔ کہ لاہور سے کچھ فاصلہ پر ایک تربیت گاہ بنائی جائے۔ جس کے چاروں طرف قد آدم دیوار ہو۔ اس دیوار میں فقط ایک دروازہ ہو۔ اندر رہنے کے کمرے ہوں۔ جو احباب اپنی تربیت کرانا چاہیں ان کو اس میں رکھا جائے۔ ان کے کھانے کے لئے ٹسٹ کرکے گندم اندر بھیجی جائے۔ وہ ۲۴ گھنٹے باوضو رہیں اپنے ہاتھ سے گندم کو چکی میں پیسیں۔ اندر خود ہی سبزی بوٹیں میں وقتاً فوقتاً جاکر ان کو ذکر الہٰی کا پروگرام بتلا آؤں وہ اس کو بنھائیں۔ اس طرح ۲۱ دن تک خالص حلال اور طیب رزق ان کو کھلایا جائے۔ اور ذکر الہٰی کرایا جائے تو مجھے اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید ہے کہ وہ ان کو نورِ باطن نصیب فرمائیگا پھر عبادت میں وہ لذت نصیب ہوگی کہ اس کے مقابلہ میں دنیا کی سب نعمتیں ہیچ نظر آئیں گی۔ چند احباب اچھرہ کے پاس ایک ٹکڑہ زمین دیکھنے کے لئے گئے بھی تھے۔ ان میں سے خواجہ عبدالوحید اور مولوی علاؤالدین صدیقی کے نام تو مجھے یاد ہیں۔ خواجہ صاحب

کراچی چلے گئے۔ صدیقی صاحب دوسری طرف لگ گئے
یہ سکیم ختم ہو گئی۔

کریماں را بدست اندر درہم نیست
خداوندانِ نعمت را کرم نیست

جن کو اللہ تعالٰے نے دولت دی ہے۔ ان کو ان چیزوں کا خیال نہیں اور جن کو خیال ہے۔ ان کے پاس دُنیوی وسائل نہیں۔

اللہ تعالٰے مجھے اور آپ کو اپنی جسمانی اور روحانی دونوں صحتوں کو درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین۔

۲؍جمادی الاولی ۱۳۷۶ھ مطابق ۷؍دسمبر ۱۹۵۶ء

جب تک باطن کی اصلاح نہ ہو اس وقت تک صحیح طریقہ سے شریعت پر عمل نہیں ہو سکتا

عام طور پر مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ شریعت کا حکم

طبیعت کے مطابق ہو تو اس پر علی الاعلان اور بڑے شوق سے عمل کرتے ہیں۔ اور طبیعت کے خلاف ہو۔ تو ٹال مٹول کریں گے اور حیلے بہانے بنائیں گے یہی حالت جہّال کی ہے اور یہی نا تربیت یافتہ علماء کی طبیعت شریعت کے تابع ہو کر چلے جو حکم ملے اس پر عمل کیا جائے۔ اس کی فقط ایک تدبیر ہے کہ ہادی کی صحبت میں باطن کی اصلاح ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ایک لاکھ کے قریب صحابہ کرامؓ تھے۔ ہمارا ایمان ہے کہ سبھی جنتی ہیں۔ صدیق اکبرؓ ابوذر غفاریؓ اور دو چار اور صحابہ کرامؓ کے سوا پہلے سب بت پرست تھے۔ جاہلیت کی رسموں میں غرق تھے۔ ہادیؐ نے آکر درست کیا۔ جس محنت سے کیا دنیا جانتی ہے۔ اب بھی انسان کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ جب تک ہادی کی صحبت نصیب نہ ہو

شریعت کے دو حصّے ہیں۔ ایک وہ جس کا تعلق خالق سے ہے۔ دوسرا وہ جس کا تعلق مخلوقِ خدا سے ہے دوسرے حصہ پر عمل کرنے میں انانیت اور جاہ طلبی

مانع آتی ہے۔ جب تک یہ نہ نکلیں اصلاح نہیں ہوتی ہادی کی برکت سے یہ دونوں نکل جاتی ہیں۔ ہادی کو اپنی توجہ سے طالب کے قلب کو بہت مانجنا پڑتا ہے بشرطیکہ طالب ہادی سے وابستہ رہے۔ جب تک یہ دونوں روحانی بیماریاں نہ نکلیں۔ مخلوق خدا سے تعلق درست نہیں ہوسکتا۔ مثلاً اگر بیوی پیاری ہے۔ تو سبحان اللہ! سب کچھ اسی کا ہے۔ جو مانگے سب کچھ لاکر دیتے ہیں مجال کیا ہے۔ کہ اس کی فرمائش پوری نہ کریں۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (اور عورتوں کے ساتھ اچھی
(سورۃ النساء رکوع ۳ پ۴) طرح سے زندگی بسر کرو) کا پر

عمل بھی ہے۔ اگر دل سے اتر گئی تو نمک نہ آٹا اور نہ دال لاکر دیتے ہیں۔ پھر عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ بھول گئے۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے۔

صلہ رحمی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں۔

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیْ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُہٗ وَصَلَھَا

(رواہ البخاری)

کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جس کے ساتھ صلہ رحمی کی جاتی ہے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جو توڑنے والے سے جوڑے۔

اگر بھائی بہنوں سے خوش ہیں اور انہوں نے لڑکی کا رشتہ ان کے بیٹے کو دے رکھا ہے۔ تو ان کو ہر موقعہ پرمہ بلاتے ہیں۔ گھر میں پھل فروٹ جو کچھ آتا ہے سب میں سے ان کو بھیجتے ہیں۔ پھر حضورؐ کا یہ ارشاد بھی یاد ہے اور صلہ رحمی کا حق بھی ادا ہو رہا ہے۔ اگر ان سے ناراض ہیں تو وہ دیوار با دیوار بھی ہیں تو نہیں بلاتے۔ پانچ میل سے دفتر کے دوست آئیں گے پھر نہ حضورؐ کے اس ارشاد کی پرواہ ہے۔ اور نہ صلہ رحمی کا خیال ہے۔ اگر طبیعت شریعت کے احکام کو نہیں مانتی تو شریعت حذف ہو جاتی ہے۔ ہادی اکمہ درست کرتا ہے۔ بشرطیکہ کوئی ہادی مل جائے۔ اسی لئے

ہیں کہا کرتا ہوں۔ کہ موتی ملنے آسان ہوتے ہیں۔ مگر ہادی کا ملنا اس سے زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ وہ نایاب نہیں کم یاب ہیں۔ اگر ہادی مل بھی جائے تو ان سے ہر شخص اپنی اصلاح نہیں کرا سکتا۔

ع۔ تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
که خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

ہادی کے لئے پہلی شرط ہے کہ وہ کتاب و سنت کا متبع ہو۔ اسی لئے ہیں کہا کرتا ہوں کہ ایک شخص آسمان پر اڑتا ہوا نظر آئے۔ اگر اس کا فعل کتاب و سنت کے خلاف ہے تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا گناہ ہے۔ اس کی بیعت کرنا حرام ہے۔ اگر ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے

آپ کے دادا پیر حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ جو شجرہ میں بائیں طرف ہیں۔ وہ عالم بھی تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کا سندھی میں ترجمہ کیا تھا۔ ان کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے اب میں نے اس کو ساتویں بار چھپوایا ہے۔ ان کا ترجمہ سندھ میں بہترین سمجھا جاتا ہے

اور بہت مقبول ہے۔ دائیں طرف والے حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ عالم نہ تھے۔ لیکن انہوں نے ایک عالم رکھا ہوا تھا۔ جس کا سارا خرچ اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔ بعد میں ان کو اپنی صاحبزادی کا رشتہ بھی دے دیا تھا۔ ان سے صبح قرآن مجید کا درس سنتے تھے۔ اور عصر کے بعد بخاری شریف کا جب درس شروع ہوتا تو حضرتؒ اپنی چادر بچھا دیتے تھے۔ جب چادر اٹھا لیتے تو مولوی صاحب سمجھ جاتے اور درس بند کر دیتے۔ یہ سب اہتمام اس لئے فرمایا تھا کہ کوئی قدم شریعت کے خلاف نہ اُٹھنے پائے

میں عرض کر چکا ہوں کہ شریعت کے دو حصے ہیں مخلوق خدا کے ساتھ جس حصے کا تعلق ہے۔ اس میں "مَیں" آڑے آتی ہے "مَیں" مرے گی تو حضورؐ کے مندرجہ بالا ارشاد پر صحیح معنوں میں عمل ہو سکے گا۔ جن کی "مَیں" نہیں مرتی خوشی کے موقعہ پر ان سے جب کہا جائے کہ بہن بھائی کو بھی بلا لیجئے تو جواب دیں گے کہ کیا میں اسی باپ کا بیٹا نہیں ہوں۔ میں ان سے بڑا ہوں ان کو میرے پاس آنا چاہیئے۔ میں کیوں جاؤں؟ اگر شریعت کا ذکر کیا

جائے تو جواب ملے گا۔ کہ مولوی تو اُلٹی باتیں کرتے ہیں
حضرت دین پوری رحمتہ اللہ علیہ کا ایک زمیندار خادم تھا
کسی بات سے حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے ناراض ہوگیا۔
بیعت کے بعد ۳۳-۳۴ سال تک زندہ رہا۔ اور بقیہ تمام
زندگی حضرتؒ کے خلاف مقدمہ بازی کرتا رہا۔ حضرتؒ ساری
عمر اس پر شفقت فرماتے رہے۔ اس نے ایک دفعہ سرکاری
درخت کاٹ لیا۔ پولیس نے گرفتار کرلیا۔ تو حضرتؒ نے
سفارش فرماکر چھوڑوا دیا۔ اور درخت کی لکڑی بھی دلوا
دی۔ کہ شاید اس بیچارے کو ضرورت ہوگی۔ حضرتؒ حج
پر تشریف لے جانے لگے۔ تو اس کے ہاں چل کر گئے۔
اور اس سے معافی مانگی۔ یہ ہے انانیت کا فنا ہونا۔ جن
پر رنگ چڑھا ہوا ہو۔ وہ اس طرح زندگی بسر فرماتے
ہیں۔ یہ چیز اللہ والوں کے ہاں ملتی ہے۔ کسی نے کہا
ہے۔ ع۔ صدقے میں تیرے ساقی مشکل آسان کردے

ہستی میری مٹا دے خاکِ بے جان کردے

جب "میں" نہ رہے گی اور ہستی فنا ہو جائے گی۔ تو
خالق اور مخلوق دونوں سے تعلق درست ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ

مجھے اور آپ کو اپنی ہستی فنا کرنے کی توفیق عطا فرمائے
آمین یا الہ العالمین۔ ہادی ہستی فنا کرکے رکھ دیتا ہے۔
وہ ماںجھ کر رکھ دیتا ہے۔ بشرطیکہ شیخ کامل ہو۔ اور طالب
صادق ہو۔ کامل کی صحبت میں رنگ چڑھتا ہے۔ گھوڑا
منہ زور اور تیز رفتار ہوتا ہے۔ جب چابک سوار سدھا دیتا
ہے۔ تو ٹھیک چلتا ہے۔ اسی طرح ہادی سدھاتا ہے۔ وہ
سکھلاتا ہے۔ کہ خلق خدا کے ساتھ کس طرح چلنا چاہئے۔
پھر یہ سیدھا چلتا ہے۔ میں اپنے آپ کو کسی سے پاکباز
نہیں سمجھتا۔ ممکن ہے کہ میں آپ سب سے زیادہ گنہگار
ہوں۔ دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائے۔

میرے دونوں مربیوں نے میری ہستی فنا کردی۔ اللہ تعالیٰ
ان کی قبروں پر کروڑیں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین
اما بنعمت ربك فحدث۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے
ماتحت کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جب میں نے مدرسہ قاسم
العلوم بنایا تو غیر تو پہلے ہی خلاف تھے۔ اپنے بھی خلاف
ہوگئے۔ اخبارات میں میرے خلاف مضامین شائع کئے گئے
خبریں شائع کرائیں اور اپنے مواد بہم پہنچائے۔ اندھوں کے

اسکول میں جلسے کئے گئے۔ غازی خدابخش صاحب غصے میں بھرے ہوئے ایک دن میرے پاس آئے۔ کہ آپ ہمیں اجازت کیوں نہیں دیتے کہ ہم جواب دیں ہمارے ہاتھ میں بھی قلم ہے۔ ہمیں بھی لکھنا آتا ہے۔ اور ہمارے منہ میں بھی زبان ہے۔ میں نے ان کو ٹھنڈا کرکے بھیج دیا میرے خلاف یہاں تک بہتان طرازی کی گئی کہ میں نے یہ مدرسہ عورتوں کے رکھنے کے لئے بنایا ہے۔ میرے سامنے اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد تھا۔

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ (سورۃ القلم رکوع ۱ پ ۲۹) (پس عنقریب آپ بھی دیکھ لینگے اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔ کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے)

تھانہ بھون حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں میرے خلاف کفر کا فتوےٰ لینے کے لئے لکھا گیا انہوں نے ان کو غلطی پر اور مجھے حق پر ثابت کیا۔ بعض دوستوں نے وہاں سے فتوےٰ کی نقل منگوا کر وکیلوں سے بھی مشورہ کیا تاکہ ان کے خلاف ہتک عزت کا دعوےٰ دائر کیا جائے۔ وکیلوں نے کہا کہ احمد علی دعوےٰ

کر سکتا ہے مولوی کریم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو گورنمنٹ
کالج لاہور میں عربی کے پروفیسر تھے وہ مخلص تھے۔ مگر
مخالفین کے بھکاوے میں آکر میرے خلاف ہوگئے تھے۔
وہ ایک دن میرے بڑے لڑکے مولوی حبیب اللہ سے ملے
اور کہنے لگے۔ کہ تیرے باپ میں ایک خوبی دیکھی ہے۔
کہ اس نے مخالفین کے حق میں ایک لفظ بھی منہ سے
نہیں نکالا مدرسہ قاسم العلوم کے مقابلہ میں مدرسہ بنایا گیا
انجمن خدام الدین کے مقابلہ میں انجمن بنی۔ لیکن نہ مدرسہ رہا
اور نہ انجمن رہی۔ اللہ تعالےٰ تو سب کچھ دیکھ رہا تھا
وہ ان کے دلوں کی نیتوں کو بھی جانتا تھا۔ اور میرے دل
کی نیت کو بھی ایک عالم جس نے مجھ سے قرآن مجید پڑھا
تھا۔ حنفیت سے علیحدہ ہو کر اہلحدیث ہوگئے تھے۔ وہ
ایک دن مجھے دیکھ کر لسوڑیاں والی مسجد میں گھس گئے
میں ان کے پیچھے گیا اور پیچھے سے جاکر ان کو بغل گیر
کرلیا۔ میرا اس میں کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ میرے دونوں
مربیوں کی برکت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہستی فنا کر دی
ہے اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ والوں کے جوتوں

کی خاک میں سے وہ موتی ملتے ہیں۔ جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے۔

خدا کے ساتھ سیدھا چلنے میں نفس آڑے آتا ہے۔ نفس کو مسلنے کی تدبیر ہادی بتلاتا ہے۔ اس کا سبب حرام اور مشتبہ مال کا استعمال ہے۔ ہم نے اگر بھینس رکھی ہوئی ہے اور اس نے کسی کے کھیت سے اس کی بلا اجازت دو چار لقمے کھا لئے تو اس کا دودھ مشتبہ ہو گیا۔ رشوت، چوری، ڈاکہ وغیرہ سے حاصل شدہ مال حرام ہو جاتا ہے اَلْحَرَامُ یَنْجَرُّ اِلَی الْحَرَامِ۔ ترجمہ:۔ حرام مال حرام کی طرف لے جاتا ہے، جو لوگ اپنے بیوی بچوں کو حرام مال کھلاتے ہیں۔ یہ ان کو خدا کی طرف نہیں آنے دیتا مشتبہ اور حرام مال سے بچنے کے لئے ہادی کی نگرانی ضروری ہے لیکن ایسا ہادی جو باطن کا بنیا ہو۔ لاکھوں میں کوئی ہوگا حضرت صدیق اکبرؓ کا ایک غلام تھا۔ اس نے آپ کو کھانے کی کوئی چیز لا کر دی۔ انہوں نے کھا لی بعد میں جب اس سے دریافت کیا۔ تو اس نے بتلایا کہ جاہلیت کے زمانہ میں اس کا ایک دوست تھا۔ جس کو وہ غائب کی من گھڑت

باتیں بتلایا کرتا تھا۔ اس نے وہ چیز مجھے دی تھی۔ آپؒ نے اس کے بعد اُنگلی ڈال کر قے کر دی۔

یہ ہے مشتبہ مال سے بچنا اَللّٰہُ کے پاک نام کی برکت سے یہ درجہ بھی آتا ہے۔ جس میں حلال حرام کی تمیز پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ مقصود بالذات نہیں۔ لیکن اگر ایسا شخص مل جائے تو اس کی نگرانی میں رہے۔ جو کھائے یا پئے۔ اس کو دکھا کر کھائے یا پئے۔

میں نے عرض کیا کہ اگر ہادی سے تعلق نہ ہو۔ تو نہ خدا سے اور نہ مخلوق خدا سے تعلق درست رہ سکتا ہے اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو ہادی سے باطن کی صفائی کرا کر دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائیے۔ آمین یا الہ العالمین اگر یہاں اصلاح باطن نہ ہوئی تو قبر میں کرانی پڑے گی

---

۹ رجمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۳ ردسمبر ۱۹۵۶ء

بہشتیوں کی ایک علامت

یہ یاد رکھئے کہ بہشتی اور دوزخی یہاں سے بن کر جاتے

ہیں۔ یہاں کوئی دوزخی اور کوئی جنتی ہے۔ کسی کے جنتی یا دوزخی ہونے کا ہم قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اس کا اللہ تعالےٰ ہی کو علم ہے۔ البتہ اندازہ ہوسکتا ہے۔ مثلاً ایک مریض طبیب سے علاج کراتا ہے۔ پہلے نیند نہیں آتی تھی کھانے کی اشتہاء نہیں تھی۔ اگر کچھ کھالیتا تو ہضم نہ ہوتا تھا۔ علاج شروع کرنے کے بعد اب دو گھنٹے نیند بھی آجاتی ہے۔ کھانے کی اشتہاء بھی پیدا ہوتی ہے۔ اور یخنی ہضم بھی ہو جاتی ہے۔ تو یہی کہا جائے گا۔ کہ مریض رو بصحت ہے۔ یہ تو اللہ تعالےٰ ہی کو علم ہے کہ مریض کو صحت کلی ہوگی۔ یا یکلخت حالت بگڑ جائیگی اور مریض داعی اجل کو لبیک کہے گا۔ یا ایک محنتی اور ہوشیار طالب علم کامیابی کی امید تام کے باوجود بعض اوقات فیل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ادھر بھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ بعض انسان ساری عمر نیکی کا کام کرتے رہتے ہیں۔ ایک ہاتھ جنت میں جانے سے رہ جاتا ہے۔ کہ ایک کام ایسا ہوگیا کہ سیدھا جہنم میں چلا جاتا ہے۔

آج میں بہشتیوں کی ایک علامت عرض کرنا چاہتا ہوں جس کا اس آیت میں ذکر ہے۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (سورۃ الشعراء رکوع ۵ پ۱۹)	(جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دے گی۔ مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آیا)

اگر یہ درجہ حاصل ہوگیا تو سمجھئے کہ جنتی ہیں۔ سالم دل وہ ہے۔ جس میں ایک اللہ تعالےٰ ہی سمائے اور باقی سب چیزیں دل سے نکل جائیں۔ رضا مطلوب ہو تو اسی کی۔ خوف ہو تو اُسی کا۔ احکام کی تعمیل ہو۔ تو اسی کی ہو۔ اور باقی سب چیزوں کو اسباب کے درجہ پر رکھا جائے۔ ان میں سے کسی کو مقصود بالذات نہ بنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اس آیت شریفہ میں متاع فرمایا ہے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ	(لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے

وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (سورہ آل عمران رکوع ۲ پ ۳)	چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی - یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے - اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے -

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جتنی چیزوں کا ذکر فرمایا ہے - ان سب کو متاع (سامان) فرمایا ہے - انہیں میں بیوی اور بیٹوں کو بھی شامل فرمایا ہے - اکثر بیوی بڑی پیاری ہوتی ہے - جب وہ آتی ہے تو ماں بھی بھول جاتی ہے - بیوی کیا آئی - گویا خدا آگیا - بیوی اور بچوں کے عیش و آرام کے لئے روپیہ چاہیئے - اس لئے اس کا بھی ذکر فرما دیا - والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ اس زمانہ میں موٹریں نہ تھیں - بہترین سواری گھوڑے کی سمجھی جاتی تھی - اس کا بھی ذکر فرما دیا - پھر دودھ پینے کے لئے گائے بھینس چاہیئے - ان کے لئے کھیتی چاہیئے - ان کا بھی ذکر فرما دیا - ان سب چیزوں کا ذکر فرمانے کے بعد فرماتے ہیں - ذٰلک متاع الحیوۃ

الدنیا ذٰلِكَ کے معنی ہیں اَلَّذِیْ ذُکِرَ مِنْ قَبْلُ یہ سب چیزیں دنیا کا سامان ہیں۔ یہ آخرۃ میں کچھ کام نہ دیں گی ہمارے ہاں عام طور پر بستره اور سوٹ کیس وغیرہ کو سامان کہا جاتا ہے۔ بستره اور سوٹ کیس مقصود بالذات نہیں کہ یہ چوری ہو گئے تو ہم مر گئے۔ ان کے چوری ہو جانے پر تھوڑا افسوس ضرور ہو گا۔

کون کہتا ہے کہ بیوی کا بائیکاٹ کرو۔ اور باقی چیزوں کو گھر میں مت رکھو۔ بیشک بیوی اور باقی چیزیں جمع کریں۔ لیکن ان کو متاع کے درجہ پر رکھئے مقصود بالذات نہ بنایئے۔ سود خوار اور رشوت خواران کو مقصود بالذات بناتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ پیسہ آئے۔ خدا اور خدا کا رسولؐ روٹھ جائیں تو روٹھ جائیں اگر یہ نعمت مل گئی کہ ماسوا اللہ دل سے نکل گیا۔ تو سمجھئے کہ یہاں چلتے پھرتے بہشتی ہیں۔ یہ نعمت نہ دفاتر اور سیٹھوں کے ہاں ملتی ہے۔ بلکہ یہ اللہ اللہ کرنے والی جماعت یا اشخاص کے ہاں ملتی ہے۔ جب نور آتا ہے تو ظلمت کافور ہو جاتی ہے۔ اگر ایک ٹمٹماتے چراغ

سے کمرہ روشن ہو جاتا ہے - تو کیا اللہ تعالےٰ کے نام
سے دل روشن نہیں ہو سکتا اللہ نور السمٰوٰت والارض
اللہ تعالےٰ ہی کے پاک نام کی برکت سے یہ سارا جہان
روشن نظر آرہا ہے - سورج میں نور ہے تو اسی کا
چاند میں نظر آرہا ہے - تو اُسی کا - تاروں میں
نور ہے - تو اُسی کا - بلکہ ہر چیز میں اُسی کی صفات
کا جلوہ ہے - دعا کیجئے کہ اس مجلس کی برکت سے اللہ تعالےٰ
مجھے اور آپ کو یہ چیز نصیب فرمائے - آمین یا الہ العالمین
بیوی بچے - اور باقی جو چیزیں بھی اللہ تعالےٰ نے دی
ہیں - بے شک وہ رہیں - لیکن دل میں خدا کے سوا کچھ
نہ ہو - لیکن مسلمانوں کی اکثریت کی حالت اس کے خلاف
ہے - میاں صاحب کی کوٹھی تعمیر ہو رہی ہے - نماز کے
لئے بلایا جائے تو نہیں آتے - معلوم ہوا کہ کوٹھی خدا
سے زیادہ پیاری ہے - خدا سے بیوی بھی زیادہ پیاری
ہے - خدا کی ایک بھی فرمایش پوری نہ ہونے پائے - تو
پرواہ نہیں لیکن بیوی کی ایک بھی فرمائش نہ رہنے پائے
کیا اللہ تعالےٰ نے ان باغیوں کے لئے بہشت بنایا ہے -؟

زکوٰۃ اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرض ہے وہ دیں یا نہ دیں۔ لیکن کیا مجال ہے کہ لڑکے لڑکیوں کی فیس ادا نہ ہو۔ مسلمانوں کی اکثریت اسی قسم کی ہے۔ ان باتوں کی سمجھ آگئی تو بیڑا پار ہو جائے گا۔ پہلے تو اس بات کی سمجھ ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی چیز مقصود بالذات نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد اس کے حصول کے لئے جدوجہد بھی ضروری ہے من جد وجد (جس نے کوشش کی اس نے (مقصود کو) پالیا) اس کا ایک طریقہ یہ ہے۔ کہ ہم مل کر ذکر الٰہی کریں۔ یہ چیز پیدا ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ کوئی پیدا کرنا چاہے۔ میرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم مولوی محمد شریف تھے۔ فوت ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

ان کے مکان کو ایک دفعہ آگ لگ گئی۔ لوگ جمع ہو گئے اور وہ سامان نکال کر باہر رکھیں اور یہ اُٹھا کر پھر آگ میں ڈالتے جائیں۔ کسی نے جب اس کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگے کہ جس نے دیا

تھا۔ جب وہی جلانا چاہتا ہے تو ہمیں بچانے کا کیا حق ہے۔ یہ ہے رضا بقضائے الٰہی۔ پنجاب میں کیا ہوتا ہے؟ جب جنازہ اُٹھتا ہے۔ تو گھر میں وہ اودھم مچتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی سواری کی گھوڑی چوری ہوگئی۔ ساری جماعت کہے کہ گھوڑی کے خادم کے ذریعہ چوری ہوئی ہے۔ ہمیں اس کو حوالہ پولیس کرنے کی اجازت دی جائے۔ لیکن حضرتؒ یہی فرمائیں کہ نہیں۔ نہیں اس کو رہنے دو

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس جہان میں جاگ کر زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین قبر میں تو سب کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ سب رہیں۔ مگر کسی کا مخالف نہیں ہوں۔ بشرطیکہ سب کو متاع کے درجہ پر رکھا جائے۔ ماسوا اللہ کے کام ادھورے رہ جائیں تو رہ جائیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا کوئی کام ادھورا نہ رہنے پائے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو یہ نعمت عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

یہ نعمت اللہ والوں کے ہاں ملتی ہے۔ کسی نے خوب

کہا ہے ع

دل بدست آور کہ حج اکبر است

اس کی صوفیانہ تشریح یہ ہے۔ کہ دل اللہ تعالےٰ کو دے دو تو پھر اللہ تعالےٰ کی رضا ایسی حاصل ہوگی۔ جس طرح کہ حاجی حج کر کے اللہ کو راضی کرتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہ سمجھا جائے کہ اس سے فریضہ حج بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دل پر ہی سارے وجود کی اصلاح کا دارومدار رکھا ہے

ان فی الجسد لمضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب۔

بیشک جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے خبردار وہ دل ہے،

دل کے ٹھیک ہونے کے یہ معنی ہیں۔ کہ انسان ایک اللہ کا ہو کر رہے۔ اگر دل کی پوری طور پر اصلاح نہ ہوئی تو انسان کامل نہ ہوگا۔ جو کچھ اس نے مجھ سے

کملوایا ہے۔ اللہ تعالٰے مجھے اور آپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

---

۱۹ جمادی الاولی ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۵۶ء

انسان کا ایمان ہمیشہ خطرہ میں ہے جب تک لحدِ قبر میں داخل نہ ہو جائے

اس کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد سے ہوتی ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ ایک شخص تمام عمر جنت کے کام کرتا ہے۔ ایک ہاتھ جنت میں داخل ہونے میں رہ جاتا ہے۔ کہ اس سے ایک کام ایسا ہو جاتا ہے کہ سیدھا دوزخ میں پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص ساری عمر دوزخ کے کام کرتا ہے کہ ایک ہاتھ دوزخ میں داخل ہونے میں رہ جاتا ہے کہ ایک ایسا کام ہو جاتا ہے کہ وہ سیدھا جنت میں چلا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ لحد قبر میں داخل ہونے تک ایمان خطرہ

میں ہے۔ حضورؐ نے فتنوں کی پیشینگوئی فرمائی ہے۔ ان فتنوں کے ایام میں انسان صبح کو مومن ہوگا۔ تو شام کو کافر۔ شام کو مومن ہوگا۔ تو صبح کو کافر۔ مشکوٰۃ شریف کی کتاب الفتن میں ایک روایت ہے۔

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بادروا بالاعمال فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مومنا ویمسی کافرا ویمسی مومنا ویصبح کافرا یبیع دینہ بعرض من الدنیا (رواہ مسلم)

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اعمال کے ساتھ جلدی کرو ایسا فتنہ جو مثل اندھیری رات کے ٹکڑے کی طرح ہے (اس میں) صبح کو ایک شخص مومن ہوگا اور شام کو کافر اور شام کو مومن صبح کو کافر۔ وہ اپنے دین کو دنیا کے عوض بیچے گا)

اس وقت تک مومن کو مطمئن نہیں ہونا چاہئے۔ جب تک ایمان کو بچا کر لحد قبر میں داخل نہ ہو جائے حضورؐ نے بے ایمان ہونے کا سبب بھی بیان فرما دیا ہے۔ یہ ہے دین کو دنیا کے لئے بیچ دینا۔

موجودہ زمانے میں بہت سے فتنے پیدا ہو گئے ہیں ان میں سے دو کا ذکر کرتا ہوں۔ باقی کا ذکر نہیں کرتا وہ دو فتنے ہیں۔ ۱۔ مرزائیت۔ ۲۔ انکار حدیث

ڈاکٹر اقبال مرحوم نے ایک دفعہ مجھے کسی کام کے لئے بلایا۔ میں حاضر ہوا تو وہ حجامت بنوا رہے تھے۔ میں نے باتوں باتوں میں ان سے سوال کر دیا۔ کہ ڈاکٹر صاحب نوجوان زیادہ تر مرزائی کیوں ہو رہا ہے۔ تو انہوں نے ہاتھ سے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ مولوی صاحب! روٹی کے لئے۔ مرزائی بیٹی کا رشتہ دیتے ہیں۔ اور نوکر بھی کرا دیتے ہیں۔ نوجوان کو اور کیا چاہیئے۔ بیوی بھی مل گئی اور روٹی کا سوال بھی حل ہو گیا۔

حضورؐ کا ارشاد ہے۔ کہ

كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا بعض اوقات تنگدستی کفر تک پہنچا دیتی ہے۔

یہ دونوں فرقے گمراہ ہیں۔ یہ یاد رکھئے۔ کہ انکار حدیث بھی سراسر گمراہی ہے۔ پرویز اور اس کے ساتھی جو حدیث کا انکار کر رہے ہیں۔ وہ گمراہ ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ

قرآن اور حدیث دونوں وحی ہیں۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ‎ (اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ‎ کہتا ہے یہ تو وحی ہے جو اس
(سورۃ النجم رکوع ۱ پ ۲۷) ‎ پر آتی ہے)

حدیث کا انکار قرآن کا انکار ہے۔ قرآن وحی متلو ہے اور حدیث وحی غیر متلو ہے۔ وہ وحی جلی ہے اور یہ خفی۔ منکرین حدیث میں ایمان نہیں رہتا۔ وہ بے ایمان ہیں۔ انسان سہل انگاری چاہتا ہے۔ انکار حدیث سے بہت سی باتوں سے نجات مل جاتی ہے۔ اللہ تعالے مجھے اور آپ کو ان فتنوں سے بچائے۔ اور جو ان میں پھنس گئے ہیں۔ ان کو ان سے نکلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

ایمان کو بچانے کا طریقہ بھی عرض کردوں قرآن میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورۃ التوبہ رکوع ۱۵ پ ۱۱) ‎ (اور سچوں کے ساتھ رہو)

دوسری جگہ آتا ہے۔

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ‎ (اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ

(سورۃ البقرہ رکوع ۵ پ ۱) (رکوع کرو)

جو بکری یا بھیڑ ریوڑ میں رہتی ہے۔ وہ گڈریا کی حفاظت میں ہوتی ہے۔ جو ریوڑ سے علیحدہ ہو جاتی ہے وہ گڈریا کی حفاظت سے نکل جاتی ہے۔ اور بھیڑیا اس کو شکار کر لیتا ہے۔ آج کل فتنوں کا زمانہ ہے۔ وہی شخص اپنا ایمان بچا سکتا ہے۔ جو حق پرست جماعت سے وابستہ رہے گا۔

حق پرست جماعت کی علامت حضورؐ نے خود بیان فرما دی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍوؓ	(عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں۔ فرمایا
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَاتِيَنَّ عَلٰى	کہ میری اُمت پر ایک ایسا زمانہ
اُمَّتِيْ كَمَا اَتٰى عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ	آئے گا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل پر
حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى	آیا تھا۔ بالکل درست اور ٹھیک
اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰى اُمَّهٗ	جیسی کہ دونوں جوتیاں برابر اور
عَلَانِيَةً لَكَانَ فِيْ اُمَّتِيْ مَنْ	ٹھیک ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ
يَّصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ	بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے

تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَيْنِ وَ سَبْعِيْنَ مِلَّةً وَّتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِیَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِیْ (رواہ الترمذی) (مشکوۃ صفحہ ۳۰)

اپنی ماں سے علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو ایسا کریں گے اور بنی اسرائیل کی قوم بہتر فرقوں میں منقسم ہوگئی تھی۔ میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی۔ جن میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا اور باقی سب دوزخ میں جائیں گے صحابہؓ نے پوچھا۔ یارسول اللہ جنتی فرقہ کون سا ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ فرقہ جس میں میں ہوں اور میرے اصحاب)

ما انا علیہ واصحابی حق کا تھرمامیٹر ہے۔ اس پر ہر جماعت کو پرکھ لیا جائے۔ جس جماعت میں یہ رنگ ہو اللہ تعالےٰ مجھے آپ کو اس کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔ جو ما انا علیہ واصحابی سے نہ ٹکرائے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ مجھ پر روزانہ پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا جائے۔ جو پڑھے اگر وہ اس کو دوسروں

کے لئے لازم نہیں بناتا تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ میں قادری اور حنفی ہوں۔ اہل حدیث نہ قادری ہیں۔ اور نہ حنفی۔ مگر وہ ہماری مسجد میں ۴۰ سال سے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ان کو حق پر سمجھتا ہوں

پہلے تحقیق کر لیجئے کہ کھرا دین کس جماعت کے ہاں ہے۔ پھر اس جماعت سے وابستہ ہو جائیے۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ یا مرد ہو یا مرد کے سایہ میں رہے۔ دین میں بھی یہی ہے۔ یا خود صاحب استقامت ہو یا صاحب استقامت کے سایہ میں رہے۔ تب فتنوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اسلام آیا ہے اس کا علمی ترجمان قرآن اور عملی ترجمان سنت نبی کریم ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس اسلام کا پابند بنائے۔ آمین یا الہ العالمین۔ شکاری وہاں آتا ہے جہاں شکار ہو۔ شیطان درس میں شکار کھینے کے لئے آتا ہے کسی کو کہتا ہے کہ صحت خراب ہو گئی ہے۔ صبح سیر کو دریا پر جایا کرو۔ کسی کو کہتا ہے۔ کہ بہت درس

سنا ہے اب ضرورت نہیں۔

ہماری جماعت جس لائن پر جا رہی ہے۔ میں شرح صدر سے کہتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے آپ کو معلوم ہے کہ میں قرآن پڑھاتا ہوں اور پاس ہی مشکوٰۃ شریف رکی ہوتی ہے۔ عملی نمونہ اس میں سے دکھایا کرتا ہوں میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ کے ایسے بندے موجود ہیں جو انسان کی شکل دیکھ کر بتلا دیتے ہیں کہ اس کے اندر ایمان ہے یا نہیں۔ ایک کافر کو آپ کلاہ لنگی اور شلوار پہنا دیجئے۔ وہ اس کا فوٹو دیکھ کر بتلا دیں گے کہ اس کے اندر ایمان نہیں ہے۔

اس دفعہ مجھے مدینہ میں ایک بزرگ ملے جو ایک انسان کے نام پر انگلی رکھ کر بتلا دیتے ہیں۔ کہ اس کے دل میں ایمان ہے یا نہیں

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو کسی صاحب دل اور صاحب حال جماعت میں شامل فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

ایمان اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ جس کو چاہے عطا فرمائے۔ بعض اوقات سکرات کی حالت میں انسان

کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے۔ کہ مرنے والے کے پاس آہستہ آہستہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا جائے۔ اس کو پڑھنے کے لئے نہ کہا جائے۔ اس کے پاس اس طرح کلمہ پڑھا جائے کہ شور بھی نہ ہو اور اس کے کان میں آواز بھی پڑتی رہے۔ تاکہ اس کا خاتمہ کلمہ پر ہو جائے۔

---

۲۲ جمادی الاولی ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۷ دسمبر ۱۹۵۶ء

ایمان کامل کی علامت

غرض یہ ہے کہ ذکر جہر کا مقصد یہ ہے۔ کہ تمام خیالات ایک جگہ بند ہو جائیں۔ نہ ذکر زیادہ بلند آواز سے کرنا چاہیئے اور نہ بہت آہستہ۔ بعض نو وارد آجاتے ہیں جن کو اس بات کا علم نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ بہت زیادہ بلند آواز سے ذکر کرنے لگتے ہیں۔ تربیت یافتہ احباب کا فرض ہے کہ ان کو روک دیا کریں۔ اور آہستہ سے کان میں ان سے کہہ دیں۔ کہ اتنا زور نہ لگائیں

ایک دفعہ صحابہ کرامؓ بلند آواز سے ذکر کر رہے تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بہرے کو تو نہیں سنا رہے۔

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ مجلس ان احباب کے لئے ہے۔ جن کی اصلاح باطن کی خدمت میرے دونوں مربیوں کی دعا کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے اس گنہگار کے ذمہ ڈال دی ہے۔ جیسے کوئی ماں آخر اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہے۔ گنہگار ہونے کے باوجود مجھے یہ خدمت سرانجام دینی ہی پڑتی ہے جب تک میرے دونوں مربی زندہ رہے تو میں جن کو وسعت ہوتی تھی ان کے پاس بھیج دیا کرتا تھا۔ سورج کے مقابلہ میں ایک ٹمٹاتے چراغ کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ میں جو کچھ عرض کیا کرتا ہوں اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ میں پاکباز ہوں اور آپ گنہگار ہیں۔ ممکن ہے کہ میں آپ سب سے زیادہ گنہگار ہوں۔ دعا کریں کہ میرے بزرگوں کی دعا کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے یہ جو نعمت عطا فرمائی ہے اس کو قائم رکھے اور وہ

میری مغفرت فرمائے آمین - میں اپنے آپ کو ایسے شخص سے بھی اچھا نہیں سمجھتا جو بظاہر شریعت کا مخالف ہے میں جو کچھ عرض کیا کرتا ہوں وہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے عرض کیا کرتا ہوں - اگر آپ کی اصلاح باطن ہوگئی تو آپ کے اعمال صالحہ کی برکت سے میری بھی نجات ہو جائے گی منبر پر اور درس پر میری کچھ اور حیثیت ہوتی ہے - وہاں میں جو کچھ عرض کیا کرتا ہوں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت کو پیش نظر رکھ کر عرض کیا کرتا ہوں - یہاں میری حیثیت کچھ اور ہے یہاں میں جو کچھ عرض کیا کرتا ہوں وہ ان احباب کی رہنمائی کے لئے ہوتا ہے - جن کا اس گنہگار سے بیعت کا تعلق ہے - یہ مجلس انہیں احباب کے لئے منعقد کی جاتی ہے - دوسرے احباب بھی آجاتے ہیں - ہم کسی کو روکتے نہیں - اللہ کا نام ہی لیتے ہیں - جس کا دل چاہے شریک ہو جائے -

یہ تو تمہید ہی تھی - آج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں -

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ

(رواہ فی شرح السنۃ)

(حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (پورا) مومن نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ اس کی خواہشات اس چیز کے تابع نہ ہوجائیں۔ جس کو میں (خدا کی طرف) سے لایا ہوں)

بعض شراح حدیث اس ارشاد نبوی کے ماتحت ایمان مطلق کی نفی کرتے ہیں اور بعض ایمان کامل کی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(سورۃ آل عمران رکوع ۴ پ ۳)

(ان سے) فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے)

حضورؐ کے ارشاد میں بھی اور اس آیت میں بھی اتباع کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے۔ تبعا اور اتباع ایک ہی چیز ہے۔

اتباع کی دو قسمیں ہیں ۔۱۔ ایک اتباع بطیب خاطر اور خوشی سے ہوتا ہے ۔ اس اتباع کی وجہ سے طبیعت میں سرور پیدا ہوتا ہے ۔ جو شریعت میں آئے اس کے خلاف دل میں خیال بھی آنے نہ پائے ۔ یہ نعمت سب سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ کو اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائی ۔ ایک دفعہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمرؓ میں کچھ ترش کلامی ہو گئی تو حضورؐ نے حضرت عمرؓ کو ڈانٹا کہ جب تم سب نے میری تکذیب کی تو اس نے میری تصدیق کی ۔ تم اس کو بھی نہیں چھوڑتے ۔ صدیق اکبرؓ کو حضورؐ کے کسی ارشاد پر بھی شک ہی نہیں ہوا اسی لئے تو وہ صدیق ہیں ۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے ۔ کہ حضورؐ کو جسمانی معراج نصیب ہوا آپؐ اس جسد اطہر سمیت عرش معلیٰ تک تشریف لے گئے ۔ صبح کو جب آپؐ نے واقعہ معراج کا ذکر فرمایا تو ایک کافر نے صدیق اکبرؓ سے کہا کہ آج تمہارے یار نے نیا دعوےٰ کیا ہے ۔ صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ اگر حضورؐ نے فرمایا ہے تو بالکل ٹھیک فرمایا ۔ "اگر" اس لئے فرمایا کہ راوی کافر ہے قریش میں بڑے بڑے آدمی موجود تھے ۔ سب نے واقعہ

معراج کے متعلق شک وشبہ کا اظہار کیا۔ اسی لئے تو انہوں نے قریش کے قافلوں اور بیت المقدس کے متعلق آپؐ سے سوالات پوچھنے شروع کر دیئے۔ لیکن صدیق اکبرؓ کو کبھی شک ہی نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ بیت المقدس کی عمارت کے متعلق جب کفار نے مجھ سے سوال کئے تو میں حیران تھا کہ ان کو کیا جواب دوں اللہ تعالےٰ نے عمارت کو میرے سامنے کھڑا کر دیا۔ میں دیکھ کر ان کے سوالات کا جواب دیتا جاتا تھا۔ معراج کا واقعہ بظاہر کتنا بعید از قیاس ہے۔ لیکن صدیق اکبرؓ کو کبھی شک نہیں ہوا سب سے پہلے یہ شرف صدیق اکبرؓ کو نصیب ہوا۔ اللہ تعالےٰ قادر ہے۔ وہ چاہے تو سب کو یہ نعمت عطا کر سکتا ہے۔ ایک عاشق اپنے معشوق کا پورا پورا اتباع کرتا ہے۔ ماں عاشق اور بچہ معشوق ہوتا ہے۔ بچہ جب روٹھ جاتا ہے تو ماں ایک چیز لا کر دیتی ہے۔ وہ اٹھا کر پھینک دیتا ہے تو دوسری لا کر دیتی ہے غرضیکہ وہ ہر ممکن کوشش کرتی ہے۔ اس کو راضی کرنے کی۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح راضی

کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین۔

۲۔ جبر سے اتباع کرنا۔ ایک دن آدھی رات کو میں سویا ہوا تھا۔ کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا ایک نوجوان اور دو اور آدمی ایک مقدمہ لے کر آئے ہیں۔ لڑکا اور اس کی والدہ جمعہ میں ہاتھ اٹھا گئے تھے۔ کہ ہم شادی کے موقعہ پر باجے نہیں بجائیں گے۔ وہ دونوں اس پر قائم ہیں۔ لڑکی والے مصر ہیں کہ باجا ضرور آئے۔ دونوں نے کہا کہ لڑکے کے دادا کی خواہش ہے کہ میں ان کو باجا بجانے کی اجازت دے دوں۔ لاہوری اکثر نکاح پہلے کر لیتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ نکاح ہو چکا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں میں نے پھر ان سے کہا کہ لڑکی والوں کو کہلا بھیجو کہ ابھی رہنے دو۔

جب باجوں کی نفی کرو گے تو لڑکی لے جائیں گے۔

لڑکی والوں اور لڑکے کے دادا نے بجبر شریعت کا اتباع کیا۔ لڑکے اور اس کی والدہ نے بطیب خاطر کیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کو یہ چیز

حاصل تھی کہ انہوں نے اپنی خواہشات نفسانی کو شریعت کے تابع کر رکھا تھا۔

حضرت حنظلہؓ ایک مخلص صحابی تھے۔ ان کا واقعہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

عَنْ حَنْظَلَةَؓ بن الرَّبِيع
الأُسَيْدِيِّ قَالَ لَقِيَنِي أَبُوبَكْرٍ
فَقَالَ كَيْفَ أَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ قُلْتُ
نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ سُبْحَانَ
اللهِ مَا تَقُولُ قُلْتُ نَكُونُ
عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ
وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ
فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَافَسْنَا الأَزْوَاجَ وَالأَوْلَادَ
وَالضَّيْعَاتِ نَسِينَا كَثِيرًا قَالَ
أَبُوبَكْرٍ فَوَاللهِ إِنَّا لَنَلْقَى مِثْلَ هٰذَا
فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبُوبَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا

(حضرت حنظلہؓ بن الربیع الاسیدی
سے روایت ہے۔ کہا مجھ سے
حضرت صدیقؓ ملے پس انہوں نے
فرمایا۔ اے حنظلہ تیرا کیا حال ہے؟
میں نے کہا حنظلہ منافق ہوگیا۔
ابوبکرؓ نے کہا پاک ہے اللہ حنظلہ
کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا
جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس ہوتے ہیں اور آپؐ ہم
کو نصیحت کرتے ہیں اور دوزخ و
جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم
کو ایسا محسوس ہوتا ہے۔ گویا
دوزخ و جنت کو ہم اپنی آنکھوں سے

عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَا ذَاكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ
وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ فَإِذَا
خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا
الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ
نَسِيْنَا كَثِيْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ
نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ تَدُوْمُوْنَ
عَلٰى مَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ
وَفِي الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ
وَفِيْ طُرُقِكُمْ وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ
سَاعَةً وَّسَاعَةً ثَلٰثَ مَرَّاتٍ
(رواہ مسلم)

دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب ہم آپؐ
کے پاس سے اُٹھ کر چلے جاتے ہیں
اور بیوی بچوں اور زمینوں اور
باغوں کے مشاغل میں گھر جاتے
ہیں تو ان باتوں سے ہم بہت
سے بھول جاتے ہیں ابوبکرؓ نے کہا
خدا کی قسم ہماری بھی یہی حالت ہے
پس میں اور ابوبکرؓ دونوں رسول اللہؐ
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں نے
عرض کیا یا رسول اللہؐ حنظلہؓ منافق
ہوگیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اس
کا کیا سبب ہے؟ میں نے عرض کیا
یا رسول اللہؐ جب ہم آپؐ کی خدمت
میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ ہم کو
نصیحت فرماتے اور ہمارے سامنے
دوزخ و جنت کا ذکر کرتے ہیں
تو ہم ایسا محسوس کرتے ہیں گویا

دوزخ و جنت کو ہم نبی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں - پھر جب آپؐ
کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور بیوی بچوں زمینوں اور باغوں کے جھگڑوں
میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ہم (نصیحت کی) بہت سی باتوں کو بھول
جاتے ہیں (یہ سن کر) آپؐ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے
ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم ہمیشہ اس حال میں رہو۔ جس حال میں
کہ میرے پاس رہتے ہو اور خدا کی یاد میں لگے رہو تو البتہ تم سے
فرشتے مصافحہ کریں۔ تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں پر
لیکن حنظلہ یہ ایک ساعت ہے اور ایک ساعت۔ تین بار آپ
نے یہ الفاظ فرمائے یعنی ایک ساعت حضور قلب کی ہوتی ہے
اور ایک ساعت غفلت و مشاغل دنیا کی اور یہ حالت نفاق
کی نہیں ہے)

ہم سب یہاں اصلاح حال کے لئے جمع ہوتے ہیں
دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ۔ یا رسول اللہ کی طرف سے جو حکم
آئے اُس کو بلا چون و چرا ماننے کی ہم کو اللہ تعالےٰ
توفیق عطا فرمائے یہ اللہ تعالےٰ کی نعمت ہے۔ کہ دل
کتاب و سنت کے تابع ہو جائے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ
اگر ساری دنیا کے بادشاہ۔ وزراء۔ عقلاء اور سائینسدان اکٹھے

ہو کر یہ کہیں کہ تمہارے قرآن میں فلاں فقرہ غلط ہے تو اللہ تعالٰی مجھے اور آپ کو ایسا ایمان عطا فرمائے کہ ہم ان سب کو یہ کہہ سکیں کہ تم سب جھوٹے ہو۔ ہمارا اللہ تعالیٰ سچا ہے اگرچہ ہم میں اتنی قابلیت نہیں کہ ہم تم کو سمجھا سکیں۔ اس طرح ایمان بچ سکتا ہے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے ادھر مرزا صاحب اور ادھر منکر حدیث کھڑے ہیں۔

دین کا منبع کتاب و سنت ہیں۔ اسی لئے حضور نے فرمایا

عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ

(رواہ فی الموطا)

(حضرت مالک بن انس رضؓ سے بطریق مرسل روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان کو مضبوط پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے (وہ دو چیزیں ہیں) اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اور (اس کے رسول کی سنت (ما جنتُ بِہٖ میں قرآن مجید اور احادیث دونوں چیزیں آتی ہیں)

اب تک جو کچھ میں نے عرض کیا۔ وہ تو علمی نکتہ نگاہ سے عرض کیا ہے۔ اب عملی لحاظ سے عرض کرتا ہوں۔ علم اور چیز ہے اور عمل اور چیز۔ مدارس عربیہ میں علماء دین سمجھ کر آتے ہیں۔ دیندار بن کر نہیں آتے۔ دانستن اور چیز ہے اور داشتن اور چیز۔ دار داشتن سے ہے دیندار کے معنی دین را داشتن۔ دیندار بننے اور عملی رنگ پیدا کرنے کے لئے کسی باعمل اور باخدا کی صحبت کی ضرورت ہے
ع بلے میوہ زمیوہ رنگ گیرد۔ اللہ والوں کی صحبت عالم کو نصیب نہ ہو تو اس کے اندر بھی وہی روحانی امراض ہوں گے جو ایک بی اے اور جاہل میں ہونگے مربی کی صحبت میں ان امراض سے شفا حاصل ہوتی ہے میرے دو مربی ہیں۔ شجرہ میں دائیں طرف والے حضرت دین پوریؒ اللہ تعالیٰ کے جمال اکمل کے مظہر تھے اور بائیں طرف والے حضرت امروٹیؒ اللہ تعالیٰ کے جلال اتم کے مظہر تھے۔ حضرت امروٹیؒ کا ایک خادم۔ جس کا نام تھا حاجی اللہ ورایا۔ وہ بالکل جاہل تھا۔ اس کا کام تھا۔ مہمانوں کو لنگر سے روٹی لادینا اور خالی برتن لنگر میں

پہنچا دینا۔ حضرت امروٹیؒ کی صحبت میں اس کی اصلاح باطن ہو چکی تھی۔ ایک دن ایک شخص نے حضرتؒ سے شکایت کی کہ حضرت! دارالحفاظ کے لڑکے کھجوریں توڑ کر کھاتے ہیں حضرتؒ نے حاجی اللہ ورایا سے فرمایا۔ اللہ ورایا ان بدمعاشوں کو پکڑ کر لاؤ تو ان کو سزا دوں وہ بے ساختہ کہتا ہے کہ حضرت! سب سے بڑا بدمعاش تو میں ہوں اس نے حضرتؒ کی طبیعت کا رخ پھیر دیا اور حضرت خاموش ہو گئے۔ یہ ہے اہل اللہ کی صحبت کا اثر۔ اہل اللہ کی نسل آ رہی ہے۔ ان کی صحبت میں رنگ چڑھ جاتا ہے۔ اس کے لئے عقیدت۔ ادب۔ اطاعت کی ضرورت ہے جو اس طرح ان کی صحبت میں رہے وہ جھولیاں بھر کر لے گئے جو ان سے خالی رہے وہ محروم ہی رہے

ع تہیدستانِ قسمت را چہ سود از رہبر کامل

کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

حضرت دین پوریؒ کا ایک خادم بہت بڑا زمیندار تھا۔ وہ نواب بہاولپور کا دور قریب سے رشتہ دار بھی تھا۔ اس کا نام تھا محمد فاضل خاں۔ حضرتؒ کے

پاس محمد فاضل خاں کے ایک ہمسایہ نے آکر شکایت کی کہ محمد فاضل خاں نے میری زمین دبالی ہے۔ اس سے واپس دلا دیجئے۔ حضرتؒ نے محمد فاضل خاں کو بلایا تاکہ اس کا فیصلہ کیا جائے اس نے جواب میں لکھا کہ حضرت! زمین میری نہیں، آپ کی ہے مجھے آنے کی ضرورت نہیں۔ جتنی مانگتا ہے دے دیجئے یہ ہے صحبت کا اثر۔ زمیندار چپہ چپہ زمین کے لئے لڑتے اور مرتے ہیں۔ حضرتؒ نے جتنی زمین وہ مانگتا تھا دے دی۔ پھر جن لوگوں نے اس کی موت دیکھی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالےٰ دشمن کو بھی ایسی موت سے پناہ دے

حضرت امروٹیؒ کے ایک خادم نے لنگر کے لئے ان کو کچھ زمین دے دی۔ اس کے انتقال کے بعد اس کے ورثاء نے حضرتؒ سے زمین کا مطالبہ کیا۔ حضرتؒ اندر سے دستاویز لائے اور اس کو جلا کر فرمایا۔ جاؤ لے جاؤ۔ میرا یہی قبضہ تھا۔ ایسوں کی صحبت میں رہے اور رنگ نہ چڑھے یہ نہیں ہو سکتا۔ علمی طور پر علماء اور عملی طور پر صوفیاء حامل دین ہیں۔ بعض حضرات جامع

بھی ہوتے ہیں۔ جیسے حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی۔ وہ ظاہر کے فاضل اجل اور باطن کے کامل اکمل ہیں۔ ان سے پہلے حضرت مولانا انور شاہؒ جامع تھے ان سے پہلے حضرت شیخ الہندؒ جامع تھے۔ ان سے پہلے بانیٔ دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسمؒ جامع تھے۔

اے پنجابیو! تم اندھے ہو تم کیا جانو کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کیا ہیں۔ حضرت دین پوریؒ نے کبھی ایک تقریر نہیں فرمائی۔ مگر ان کی صحبت میں رہنے والوں کو جو موتی ملے وہ بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔ مولوی حبیب اللہ کے نانا مولانا ابو محمد احمدؒ حضرت گنگوہیؒ سے بیعت تھے۔ ان سے سب اذکار سیکھے تھے اور اس کے بعد ترک کر دیئے تھے۔ وہ ایک دفعہ دین پور شریف گئے۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ میں نالہ کے پاس ہی پہنچا تھا۔ کہ سب لطائف کھل گئے۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس رنگ کا رنگین بنائے اور میری اور آپ کی شرح صدر ہو جائے

تا کہ دین کے کسی معاملہ میں شک نہ رہنے پائے۔
آمین یا الہ العالمین۔

یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۷۶ھ مطابق ۳ر جنوری ۱۹۵۷ء

تلقین محاسبہ

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ حلقہ ذکر ان احباب کے لئے منعقد ہوتا ہے۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنی اصلاح باطن کا شوق عطا فرما رکھا ہے اگر یہاں اصلاح باطن نہ ہوئی تو مرنے کے بعد قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی باطنی امراض کا ذکر قرآن مجید اور احادیث میں آتا ہے۔ علوم دینیہ کے فارغ التحصیل کو ان امراض سے عبور ہو جاتا ہے۔ تنبہ نہیں ہوتا تنبہ ہادی کی صحبت میں ہوتا ہے پھر انسان کے اندر بصیرت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس طرح جسمانی بیماریاں کئی قسم کی ہیں۔ مثلاً بخار۔ دردسر کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ مریض طبیب حاذق کے پاس جاتا ہے تو وہ

بتلاتا ہے۔ کہ یہ فلاں قسم کا بخار ہے۔ مریض کو پتہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح روحانی بیماریاں بھی کئی قسم کی ہیں۔ اہل علم کو ان امراض کا علم تو ہوتا ہے۔ مگر علم کے باوجود عملی طور پر اصلاح نہیں ہوتی۔ اہل علم کو اہل اللہ کی صحبت میں اصلاح کی توفیق ہوتی ہے۔ میں اسی کٹھیالی سے ڈھل کر نکلا ہوں۔ مجھے بھی ان امراض باطنی سے پہلے واقفیت نہ تھی۔ قرآن مجید اور احادیث میں ان سے عبور کر چکا تھا۔ اللہ تعالےٰ میرے مربیوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ ان کی صحبت نصیب ہوئی تو انہوں نے متنبہ فرمایا یہ ایک مستقل فن ہے اللہ والوں کے قلب کے ساتھ عقیدت ادب اور اطاعت کی تین تاروں کے ذریعہ تعلق قائم ہوجائے تو ان کی صحبت میں امراض روحانی سے شفایابی ہو جاتی ہے۔ ان تاروں کے بغیر رحمۃ اللعلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہنے والے مسجد نبوی میں نمازیں پڑھنے والے دنیا سے محروم ہی

گئے۔ ان بدبختوں کے حق میں ارشاد باری ملاحظہ ہو

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ (تو ان کے لئے بخشش مانگ
اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ یا نہ مانگ۔ اگر تو ان کے
مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگے گا
لَهُمْ (سورۃ التوبہ رکوع ۱۰ پ ۱۰) تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا

تعلیم جدید والے تو اس معاملہ میں بالکل کورے ہیں ادھر امراض روحانی سے عبور بھی نہیں ہوتا۔ ان کے ہاں ان امراض کی تلاش ایسی ہے۔ جیسے کوئی کیکر پر چڑھ کر بیر تلاش کرے۔ علوم دینیہ پڑھنے والوں کو ان امراض کا فقط علم ہی حاصل ہوتا ہے۔ میں نے بھی تفسیر جلالین پڑھی تھی۔ مگر ان امراض سے متنبہ تب ہوا۔ جب اللہ تعالےٰ نے ہادی کی صحبت نصیب فرمائی دعا کیجئے میں آپ کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ انانیت سے مجھے بچائے۔ حضرت امروہی نے مجھے اللہ کا نام سکھانے کی سند دی ہوئی ہے جس کو میں نے شیشہ میں جڑوا کر رکھا ہوا ہے وہ اکثر سند نہیں دیا کرتے تھے۔ ان کی زندگی میں جن کو

استطاعت ہوتی تھی۔ میں ان کو ان کے ہاں بھجوایا کرتا تھا چوہدری خدابخش صاحب لکھوڈ ہیر والے ایک بڑے زمیندار ہیں۔ اب بھی زندہ ہیں۔ اللہ تعالے سلامت رکھے۔ ان کو میں نے حضرت امروٹیؒ کے ہاں بھیجا۔ تو حضرتؒ نے ان کے ہاتھ مجھے لکھ کر ارشاد فرمایا کہ بیٹا میں نے ان کو اللہ کا نام اتنا بتلا دیا ہے۔ آگے تم بتلا دینا۔ اللہ تعالے نے مجھ کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ میں ان کے لئے ان کا شکریہ بھی ادا نہیں کرسکتا۔ ان میں سے ایک نعمت صالح اولاد ہے۔ مولوی حبیب اللہ میرا بڑا لڑکا ابھی پڑھتا تھا کہ اس نے حضرت امروٹیؒ کو ایک خط لکھا کہ حضرتؒ دعا فرمائیں اللہ تعالے مجھے عالم باعمل بنائے۔ حضرتؒ نے دعا فرمائی اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ اگر میری زندگی رہی تو میں تمہاری تربیت کروں گا۔ ورنہ اپنے والد سے اپنی تربیت کرانا۔ میں نے یہ خط بھی شیشہ میں جڑوا کر رکھا ہوا ہے۔

میری آج کی تقریر کا عنوان ہے تلقین محاسبہ

یہاں روحانی اور جسمانی نظام متوازی چل رہے ہیں ۔ جسمانی امراض میں بیمار طبیب سے علاج کرواتا ہے تو اس کے بعد اپنا محاسبہ کرتا ہے ۔ کہ علاج شروع کرنے سے پہلے کیا حالت تھی اور اب کیا حالت ہے مثلاً پہلے رات کو نیند بالکل نہیں آتی تھی ۔ اب دو گھنٹہ نیند آجاتی ہے ۔ پہلے کھانے کو دل نہیں کرتا تھا اگر کھا لیتا تو ہضم نہیں ہوتا تھا ۔ اب بھوک بھی لگتی ہے اور یخنی اور ایک دو کپ چائے پی لیتا ہے ۔ طبیب کہے یا نہ کہے مریض کو پتہ چلتا ہے کہ طبیعت رو بصحت ہے یا نہیں ۔ روحانی امراض میں بھی محاسبہ کیا کیجئے کہ جب اللہ اللہ نہیں سیکھا تھا ۔ تو کیا حالت تھی اور اب کیا حالت ہے مثلاً پہلے اگر بدی سے محبت تھی اور نیکوں سے نفرت تھی ۔ اور اب بدی سے نفرت اور نیکوں سے محبت ہے تو سمجھئے کہ روحانی صحت رو باصلاح ہے ۔ پہلے تخلیہ میں بیٹھنا شاق گزرتا تھا ۔ اب تنہائی میں لذت آتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے ۔ اگر آئے تو دل چاہتا

ہے کہ جلدی اُٹھ کر چلا جائے۔ شرافت کی وجہ سے زبان سے نہیں کہتے مگر دل یہی چاہتا ہے۔ کہ جلدی چلا جائے تقسیم سے پہلے بعض لوگ امرتسر بیساکھی اور میلہ مویشیاں دیکھنے جایا کرتے تھے۔ اب بھی دور دور لوگ میلے دیکھنے جاتے ہیں۔ بعض رنڈیوں کا مجرا دیکھنے کے لئے جاتے ہیں۔ اب اگر میلوں کا شوق نہیں رہا اور اللہ اللہ کرنے والی جماعت میں شامل ہونے کا شوق ہے۔ تو سمجھئے روحانی صحت بحال ہو رہی ہے پہلے حلال حرام کی تمیز نہ تھی۔ اب احساس پیدا ہوگیا ہے۔ مشتبہ مال کھایا اور نماز میں لذت نہ آئی تو پتہ چلتا ہے کہ یہ مشتبہ مال کا اثر ہے۔

نفس کو ملامت کرنے کے لئے ایک سائن بورڈ بنا لیجئے۔ اس میں تمام وہ گناہ درج ہوں جو عمر بھر میں کئے تھے۔ نفس کو سمجھایا کیجئے کہ اگر تیرے یہ گناہ لوگوں کو معلوم ہوجائیں تو کوئی تیرے منہ پر تھوکنا بھی پسند نہ کرے۔ اب تو بڑا پاکباز بنتا ہے۔ میں نے بھی یہ سائن بورڈ بنا رکھا ہے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کی سنت

ہے۔ وہ اپنی لغزشوں کو معافی ملنے کے بعد بھی فراموش نہیں فرماتے۔

آدمؑ سے بہشت میں ایک درخت کا پھل کھانے سے جو غلطی ہوئی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اس کی معافی بھی دے دی۔ قرآن مجید میں اس کے متعلق اعلان ہے۔

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ
(سورۃ البقرہ رکوع ۴۔ پ۱)

(پھر آدم نے اپنے رب سے چند کلمات حاصل کئے۔ پھر اس کی توبہ قبول فرمائی۔

لیکن پھر بھی قیامت کے دن وہ اس غلطی کو یاد کرکے بارگاہ الہی میں حاضر ہوکر شفاعت کبریٰ کرنے سے انکار فرمائیں گے۔ اسی طرح نوحؑ بھی نافرمان بیٹے کے متعلق اپنی درخواست کو یاد کرکے بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہونے سے انکار فرمائیں گے۔ حالانکہ وہ لغزش معاف ہوچکی ہے۔ اس طرح عُجب۔ کبر۔ حسد وغیرہ روحانی امراض سے شفایابی ہوجائے گی۔ ہر نیکی کو اللہ تعالےٰ کا فضل سمجھنے کی توفیق ہے تو سمجھئے مرض عُجب نکل گیا ہے جو محاسبہ کرتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس کی اصلاح بھی ہوجاتی

ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کے نام سے۔ اللہ والوں سے اور اللہ اللہ کرنے والی جماعت سے محبت ہے۔ تو سمجھئے اصلاح باطن ہو رہی ہے

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنا محاسبہ کرنے اور دنیا سے خالق اور مخلوق دونوں سے تعلق درست کرکے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

۸ر جمادی الاخریٰ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۰ر جنوری ۱۹۵۷ء

قرآن مجید سے مستفید ہونے کے لئے خوف خدا کی ضرورت ہے

میں ہمیشہ آپ سے عرض کیا کرتا ہوں۔ کہ ہم یہاں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہماری یہ غرض پوری فرما دے۔ آمین یا الہ العالمین۔ ہم اس کے احکام پر عمل کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے

اور آپ کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ ہمیں پھسلنے سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ کئی اللہ تعالےٰ کے بندے نام تو اسلام کا لیتے ہیں۔ لیکن راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو سیدھے راستے کی طرف آنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔ اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (سورۃ العنکبوت رکوع ۷ پارہ ۲۱)

(اور جنہوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سجھا دیں گے)

یہ اعلان باری تعالےٰ صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کی ضرور بضرور رہنمائی فرماتے ہیں۔ اس آیت میں زوردار کلمہ یہ ہے لَنَهْدِيَنَّهُمْ (ہم ضرور بالضرور ان کی رہنمائی فرمائیں گے)

یہاں جمع ہونے میں ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی رضا کا پروگرام قرآن مجید کی شکل میں نازل فرما دیا ہے۔ اس پروگرام یعنی قرآن مجید پر

عمل وہم و گمان کی بنا پر نہ ہو بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہو۔

مجھے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ ہے کہ میرے احباب نے اس پروگرام پر عمل کرنے کے لئے جتنا قدم اٹھایا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے اتنی ہی ان کو اس طرف رہنمائی فرمائی ہوگی۔ جو اللہ تعالےٰ کے دروازے پر نہیں آتے۔ وہ نام تو اسلام کا لیتے ہیں مگر عام طور پہ ان کو واہ واہ اور نام و نمود پیش نظر ہوتا ہے۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جس سے اللہ تعالےٰ راضی اس سے سب راضی۔ جس سے اللہ تعالےٰ ناراض۔ اس سے سب ناراض۔ اس کی تفصیل حدیث شریف میں آئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا	(حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خداوند تعالےٰ جب کسی بندہ

دَعَا جِبْرَئِيْلَ فَقَالَ اِنِّيْ
اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ قَالَ
فَيُحِبُّهٗ جِبْرَئِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ
فِي السَّمَآءِ فَيَقُوْلُ اِنَّ
اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ
فَيُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ
يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي
الْاَرْضِ وَاِذَا اَبْغَضَ
عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِيْلَ فَيَقُوْلُ
اِنِّيْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْهُ
قَالَ فَيُبْغِضُهٗ جِبْرَئِيْلُ
ثُمَّ يُنَادِيْ فِيْ اَهْلِ السَّمَآءِ
اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلَانًا
فَاَبْغِضُوْهُ قَالَ فَيُبْغِضُوْنَهٗ
ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَآءُ
فِي الْاَرْضِ (رواہ مسلم مشکوٰۃ)

سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل
کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں
بندے سے محبت رکھتا ہوں۔
تو بھی اس سے محبت کر پھر
جبرائیل بھی اس سے محبت کرنے
لگتے ہیں اور آسمان میں اعلان کر
دیتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ فلاں
بندہ سے محبت رکھتا ہے۔ تم
بھی اس سے محبت کرو۔ اور
آسمان والے بھی اس سے محبت
کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس بندہ
کے لئے زمین میں بھی قبولیت
رکھی جاتی ہے اور خداوند تعالےٰ
جب کسی بندہ سے بغض رکھتا ہے
تو جبرائیل کو بلا کر کہتا ہے۔ کہ
میں فلاں بندہ سے بغض رکھتا
ہوں۔ تو بھی اس سے بغض رکھ جبرائیل بھی اس سے بغض

رکھتے اور آسمان میں اعلان کر دیتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ فلاں شخص سے بغض رکھتا ہے تم بھی اس سے بغض رکھو اور آسمان والے بھی اس سے بغض رکھتے ہیں۔ اور پھر اس کے لئے زمین میں بھی بغض رکھا جاتا ہے)

میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔

"قرآن سے مستفید ہونے کے لئے خوف خدا کی ضرورت ہے" میں نے یہ مضمون قرآن مجید کی اس آیت سے لیا ہے۔

فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ (سورۃ ق رکوع ۳ پ ۲۶) (پھر آپ قرآن سے اس کو نصیحت کیجئے جو میرے خوف سے ڈرتا ہو)

دنیا میں تعمیل احکام محبت یا خوف کی بنا پر کی جاتی ہے۔ ماں محبت کی بنا پر بچے کے ہر حکم کی تعمیل کرتی ہے بچہ جو چیز مانگتا ہے۔ ماں اس کو مہیا کر کے دینے کی کوشش کرتی ہے۔ کبھی آپ نے یہ تماشا بھی دیکھا ہوگا کہ بچہ اماں اماں کہتا جاتا ہے۔ اور ماں جی جی کہتی رہتی ہے اور یہ تماشا بعض اوقات پندرہ بیس منٹ تک ہوتا رہتا ہے۔ ماں یہ نہیں کہتی کہ کیوں دماغ کھا رہے ہو

یہ محبت کا تقاضا ہے جس کو ماں پورا کرتی ہے اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے بھی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب سمجھ کر اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ یہ انبیاء علیہم السلام اور اونچے درجے کے اولیاء کرام ہوتے ہیں۔ بعض اولیاء کرام فرماتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں نہ دوزخ کا ڈر ہے اور نہ جنت کی طمع ہے ہمیں تو تیری رضا مطلوب ہے تو جہاں رکھے ہم راضی ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو دوزخ میں ڈال دے۔ یہ محبت کی بنا پر ہوتا ہے۔ عامۃ الناس خوف سے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ وہبی طور پر احکام الٰہی کی تعمیل کی توفیق مل جائے تو یہ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل ہے۔ ورنہ کسباً یہ ملکہ پیدا کرانا پڑتا ہے۔ اللہ کے پاک نام کی برکت سے دنیا کی واہ واہ کا خیال دل سے نکل جاتا ہے اس کے لئے صحبت کی ضرورت ہے اور اولیاء کرام کا شجرہ اسی لئے ہوتا ہے۔ سندھ میں ایک بزرگ تھے۔ اس وقت میری عمر ۱۲ سال کی تھی اور ان کی ۷۰ سال کی۔ بعد میں جب میں نے ان کے حالات

سنے تو معلوم ہوا کہ اولیاء کرام میں سے تھے۔ ان کے ایک خادم کے ذمہ ایک ہندو کا قرضہ تھا اس نے ان سے سفارش کے لئے عرض کی یہ بزرگ ہندو کے پاس تشریف لے گئے اور سفارش فرمائی۔ مگر ہندو نہ مانا۔ اس سے ان کو تکلیف ہوئی۔ انہوں نے کھانا نہیں کھایا۔ آپ نے نہیں کھایا تو جماعت نے بھی نہیں کھایا سب نے نہیں کھایا تو سواری کے گھوڑوں نے چارہ نہیں کھایا پھر جب راضی نامہ ہوا تو شیخ نے کھایا تو سب جماعت نے کھایا۔ پھر گھوڑوں نے بھی چارہ کھایا۔ یہ ہے صحبت کا اثر۔ میرے حضرت امرونیؒ کے سندھ میں چار خلیفہ تھے ان میں سے تین انتقال فرما گئے ہیں۔ ایک اعلیٰ حضرت ہالیجی والے زندہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو سلامت رکھے آمین یا الہ العالمین۔ حضرتؒ کا عکس سب سے زیادہ حضرت مولانا عبدالعزیزؒ پر تھا۔ وہ یہاں بھی تشریف لائے تھے اور آپ میں سے اکثر احباب نے ان کی زیارت بھی کی ہوگی۔ ان کو حضرتؒ سے عشق تھا۔ ساری عمر گھر بار چھوڑ کر حضرتؒ ہی کی خدمت میں رہے۔ کبھی کبھی چند

دن کے لئے گھر جاتے اور پھر حضرتؒ کی خدمت میں
واپس آجاتے انہوں نے ایک دفعہ مجھ سے ایک واقعہ
بیان فرمایا کہ وہ اور حضرتؒ گھوڑیوں پہ رات کے وقت
سفر کر رہے تھے وہ ادب کے خیال سے حضرتؒ سے
آگے گھوڑی نہیں بڑھاتے تھے جب صبح صادق کا وقت
قریب آیا تو میں نے اپنی گھوڑی کو حضرتؒ کی گھوڑی
سے تیز چلایا تا کہ صبح کی نماز پانی پر پہنچ کر پڑھیں
جب میری گھوڑی حضرت کی گھوڑی سے زیادہ دور
نکل جاتی تو دونوں ہنہناتیں۔ حضرتؒ نے یہ دیکھ کر
فرمایا عبدالعزیز تمہیں پتہ ہے کیا ہو رہا ہے۔ پھر خود
ہی فرمایا کہ دونوں سواروں کے آپس کے تعلق کا عکس
گھوڑیوں پر بھی پڑ رہا ہے اور وہ بھی ایک دوسرے
کی جدائی کو برداشت نہیں کرتیں۔ اہل اللہ کی صحبت
کا یہ اثر ہوتا ہے کہ بے ساختہ طبائع میں اُنس پیدا
ہو جاتا ہے اور شیخ کی طرح طالب بھی طیب خاطر سے
متبع شریعت ہو جاتا ہے۔

خوف خدا ہو تو شریعت کا اتباع کرنا آسان ہو جاتا

ہے۔ سورۃ الانعام رکوع ۶ پ۷ کی ایک آیت سے اس مضمون کی تائید ہوتی ہے۔

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ

(اور اس قرآن کے ذریعہ سے ان لوگوں کو ڈرا جنہیں اس کا ڈر ہے کہ وہ اپنے رب کے سامنے جمع کئے جائیں گے۔ اس طرح پر کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا۔ تاکہ وہ پرہیزگار ہو جائیں)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى

(سورۃ النّٰزعٰت رکوع ۲۔ پ۳۰)

(اور لیکن جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اس نے اپنے نفس کو بُری خواہشوں سے روکا۔ سو بیشک اس کا ٹھکانا بہشت ہی ہے۔

خوف خدا سے ایمان اور ایمان سے اسلام پیدا ہوتا ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اسلام کی ماں ایمان ہے۔ اور

ایمان کی ماں خوفِ خدا ہے۔

اللہ والوں کی صحبت میں حرصیں مرجاتی ہیں۔ صحبت نصیب نہ ہو تو سب کچھ ریا کے لئے کرتے ہیں۔ ریا شرک ہے۔ گھوٹ کر کوئی نہیں پلاتا۔ صحبت میں آہستہ آہستہ رنگ چڑھ جاتا ہے بعض کپڑے ایک دفعہ دھونے سے صاف ہو جاتے ہیں۔ بعض کو کئی بار بھٹی چڑھانا پڑتا ہے۔ پھر صاف ہوتے ہیں۔ اسی طرح طالب کی اپنی استعداد باطنی کے مطابق صحبت کی مدت ہوتی ہے کامل بعض کو پانچ منٹ حجرہ میں بٹھا کر مجاز بنا دیتے ہیں۔ بعض کو کچھ دنوں بعد اور بعض کو برسوں کی مدت میں بھی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو ایسا خوف عطا فرمائے کہ کوئی قدم بھی اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف اُٹھنے نہ پائے۔ اور خوف خدا کی برکت سے ہر طرح کی نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العلمین

۱۵ر جمادی الاخری ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۷ر جنوری ۱۹۵۷ء

صحت جسمانی کی طرح صحت روحانی کا بگڑنا اور سنبھلنا مرتے دم تک رہتا ہے

آج کی معروضات کا عنوان ہے صحت جسمانی کی طرح صحت روحانی کا بگڑنا اور سنبھلنا۔ مرتے دم تک رہتا ہے۔ آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ شائد ہی کوئی ایسا شخص ہو۔ جس کو کوئی عارضہ نہ ہو۔ کسی کو نزلہ کی شکایت ہے۔ کسی کو زکام ہے۔ کسی کے سر میں درد ہے کسی کو بخار۔ اور کسی کو پیٹ میں درد کی شکایت ہے غرض یہ کہ ہر شخص کو کوئی نہ کوئی عارضہ لگا رہتا ہے گویا صحت جسمانی بگڑتی اور سنبھلتی رہتی ہے ایک حدیث میں اس کا ذکر آتا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ	(انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے۔ کہا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِیْ	نے فرمایا کہ سب انسان۔

اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَّخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ (رواہ الترمذی وابن ماجہ، دارمی)	(انبیاء علیہ السلام اس سے مستثنٰی ہیں) خطا کار ہیں اور اچھے خطاکار وہ ہیں جو (گناہ کے بعد) توبہ کرنے والے ہیں

اور سنئے۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِی الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً (رواہ الترمذی وابوداؤد)	(حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بخشش مانگی۔ اس نے (گناہ پر) اصرار نہیں کیا۔ اگرچہ وہ ایک دن میں ستر دفعہ اس گناہ کو کرے)

اللہ تعالےٰ اپنے پرہیزگار بندوں کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی بیان فرماتے ہیں۔

وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ	(اور اپنے کئے پر وہ اڑتے نہیں اور وہ جانتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ منشاء نہیں ہے کہ انسان سے گناہ سرزد ہی نہ ہوں

بلکہ ان کا منشاء ہے کہ اگر گناہ ہو جائے تو یہ اس پر ضد نہ کرے اور فوراً توبہ کر کے اپنا معاملہ اللہ تعالےٰ سے صاف کرلے۔

توبہ کی قبولیت کے لئے تین شرطیں ہیں۔ ۱۔ جو گناہ ہو چکا اس پر ندامت اور پشیمانی۔ ۲۔ آئندہ اس گناہ کے نہ کرنے کا مصمم ارادہ۔ ۳۔ اس گناہ سے فوری دستبرداری۔

اگر ایک شخص دن میں ستر مرتبہ ان شرائط کو پورا کر کے توبہ کرے گا۔ تو ہر بار اس کی توبہ قبول ہو جائیگی اور ہر دفعہ اس کا گناہ معاف ہو جائے گا۔ مثلاً ایک شخص اس کے پاس آیا۔ اور اس نے کسی دوسرے شخص کی غیبت کی۔ اس نے بھی اس کے متعلق کچھ کہہ دیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد طبیعت میں ندامت ہوئی کہ خواہ مخواہ نامۂ اعمال سیاہ کیا تھوڑی دیر بعد دوسرا شخص آگیا اور اس نے کسی اور کا گلہ شکوہ شروع کر دیا۔ اس نے بھی ہاں میں ہاں ملا دی۔ اس کے جانے کے بعد پھر ندامت ہوئی

اس طرح اگر انسان ایک دن میں ستر مرتبہ بھی غلطی کرتا رہے اور توبہ کرتا رہے تو اللہ تعالےٰ اس کو معاف فرماتے رہیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے غیبت کے متعلق دریافت کیا کہ اگر وہ عیب اس شخص میں موجود ہو تو بھی غیبت ہے۔ آپؐ نے فرمایا تبھی تو غیبت ہے اگر وہ عیب اس میں نہ ہو تو یہ اس پر بہتان ہے۔

روحانی صحت کے بگڑنے کے یہ معنی ہیں۔ کہ گناہ ہوا اور خدا کو ناراض کر بیٹھے۔ سنبھلنے کے یہ معنی ہیں کہ گناہ کا احساس ہوا اور توبہ کرلی اس طرح اللہ تعالےٰ کو پھر راضی کرلیا۔ اس دور میں جس میں ہم جا رہے ہیں۔ شاید ہی کسی کی جسمانی صحت درست ہو۔ بددیانتی عام ہے۔ ہر چیز میں کھوٹ ملایا جاتا ہے۔ پرسوں ہی اخبار میں آیا تھا۔ کہ باغبانپورہ میں دو شخص پکڑے گئے۔ جو دودھ پتھری پیس کر آٹے میں ملا رہے تھے۔ آٹا خالص نہیں ملتا۔ دودھ خالص نہیں ملتا۔ مرچ ہلدی

نمک وغیرہ کوئی چیز خالص نہیں ملتی۔ جب خوردونوش
کی چیزوں میں اینٹیں اور پتھر ملائی جائیں گی تو اس کا
نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ شاید ہی کسی شخص کی جسمانی
صحت درست ہو۔ چپہ چپہ پر حکیموں اور ڈاکٹروں
کی دکانیں اس مسجد کے پاس ہی ایک طرف حکیم ظفراللہ
صاحب ہیں تو ان کے ساتھ ڈاکٹر ظفرالحق صاحب ہیں
دوسری طرف حکیم محمد احمد صاحب ہیں۔ تو پاس ہی
ڈاکٹر اکرام الدین صاحب ہیں۔ اسی طرح صحت روحانی
بھی شائد ہی کسی کی درست ہو۔ اس کا سبب یہی
بددیانتی ہے۔ حرام کھانے سے اول تو عبادت کی
توفیق سلب ہو جاتی ہے۔ اگر کرے گا تو قبول نہ
ہوگی۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اگر پیالہ میں کتا منہ ڈال
دے اور اس میں آپ کسی مسلمان کو دودھ ڈال
کر دیں۔ اگر اس کو اس کا پتہ ہے۔ تو وہ ہرگز
نہ پیئے گا۔ ظرف پلید ہو اور مظروف پاک تو آپ
قبول نہیں کرتے دودھ مظروف ہے اور وہ پاک
ہے۔ پیالہ ظرف ہے اور وہ ناپاک ہے۔ اللہ تعالیٰ

حرام خور کی دعا کو کس طرح قبول فرمائے دعا کے کلمات تو پاک ہیں۔ مگر جس ظرف (زبان) سے ادا ہو رہے ہیں۔ وہ ناپاک ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ دُعا قبول نہیں فرماتے اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ	ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ	نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالےٰ
لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا (الحدیث)	پاک ہے۔ نہیں قبول کرتا مگر
(رواہ مسلم)	پاک چیز کو)

صحت روحانی گناہوں سے بگڑتی ہے۔ اطبائے یونان جب اپنی ادویات کی فہرست شائع کرتے ہیں۔ تو اس کے ٹائیٹل پیج پر لکھا کرتے ہیں لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ (ہر مرض کی دوا (موجود) ہے)، جس طرح امراض جسمانی میں موت کے سوا ہر مرض کا علاج ہے۔ اسی طرح صحت روحانی بگڑ جائے۔ تو اس کا بھی علاج ہے۔ بشرطیکہ مسخ نہ ہوگیا ہو۔ مسخ ہونا یہ روحانی موت ہے۔ جسمانی امراض

کے معالج اطبا اور ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں۔ روحانی امراض کے معالج اولیاء کرام ہوتے ہیں۔ بادشاہوں کے ساتھ ہر وقت ڈاکٹر رہتے ہیں۔ بڑے آدمیوں کے فیملی ڈاکٹر ہوتے ہیں۔ وہ ہر چیز اس کے مشورہ سے کھاتے ہیں اس لئے ان کی جسمانی صحت ٹھیک رہتی ہے اسی طرح شیخ کامل کی صحبت میں روحانی صحت کے بگاڑ کا پتہ چلتا ہے۔ میرے دادا پیر اور آپ کے پڑدادا پیر حافظ محمد صدیق صاحبؒ بھر چونڈی شریف کے ہاں دنیا داروں اور تربیت یافتہ جماعت کے نذرانے علیحدہ رکھے جاتے تھے۔ تربیت یافتہ کے نذرانے تھوڑے ہوتے تھے۔ یہ اللہ اللہ کرنے والی جماعت کو کھلاتے تھے۔ ان کو جو کچھ کھانے کو ملتا تھا۔ اس کو وہ تارے پلاؤ کہا کرتے تھے۔ یعنی بھات۔ وہ اتنا پتلا ہوتا تھا کہ رات کو اس میں سے ستارے نظر آتے تھے۔ دنیا داروں کے نذرانے الگ جمع رہتے تھے۔ ان کو اس میں سے کھلاتے تھے۔ ان کو چاولوں پر شکر اور گھی ڈال کر بھی دیا جاتا تھا۔ لانگری کو حکم تھا کہ انگلیوں کو اگر کھانڈ لگی ہوئی ہو۔ تو وہ

اُن کو دھو ڈالے۔ چاٹنے کی اجازت نہ تھی۔ جماعت کے کسی آدمی کو ان کا بچا ہوا کھانا کھانے کی اجازت نہ تھی۔ وہ بھنگیوں کو دیا جاتا تھا۔ حضرت دین پوریؒ کے ہاں بھی یہی حال تھا۔ دس سیر چاول میں ایک من پانی ڈالا جاتا تھا۔ وہ بھی صرف ایک پیالہ ملتا تھا۔ ایک پیالا پینے کے دو تین گھنٹہ بعد پیشاب آیا اور طبیعت بالکل صاف ہو گئی۔ اٹھ کر تہجد شروع کر دی۔

شیخ کامل روحانی ڈاکٹر ہوتا ہے۔ روحانیت میں بھی قبض اور بسط ہوتی ہے۔ شیخ کامل کے سامنے آنے سے ہی بعض اوقات قبض دور ہو جاتی ہے۔ اور طبیعت میں انشراح پیدا ہو جاتا ہے۔ قبض یہ ہے کہ عبادت میں لذت نہیں رہتی۔ جب یہ حالت دور ہو جائے۔ اور عبادت میں لذت آنے لگے تو اس کو بسط کہتے ہیں۔ صحت روحانی کے بگڑنے کے کئی سبب ہوتے ہیں۔ مثلاً حرام کھانا۔ کسی پر بیجا تشدد اور ظلم وغیرہ۔ شیخ کامل امراض روحانی کی تشخیص بھی کرتے ہیں۔ اور وہ

بگڑی ہوئی روحانی صحت کو درست کرنے کا طریقہ بھی
تبلاتے ہیں۔

میرے پاس بعض احباب اپنی خصوصی تربیت کے
لئے آتے ہیں۔ ان کو میں بازار کا گھی۔ گوشت اور
گوجروں کا دودھ چھڑوا دیا کرتا ہوں۔ بلکہ ان کو کہا
کرتا ہوں کہ ہر وقت با وضو رہو اور روٹی خود پکاکر
کھاؤ۔ آٹا میں لا دوں گا ایک دفعہ ایک مولوی صاحب
رمضان شریف میں آئے تھے۔ میں نے ان کو ایک شہد
کی بوتل دے دی اور کہا کہ اس سے ہی روٹی کھائیے
انہوں نے سارا رمضان اسی سے روٹی کھائی۔ ایک دن
میرا دل چاہا کہ آج اِن کو خربوزہ کھلائیں۔ میں خود
خربوزہ لینے کے لئے بازار گیا۔ اکثر دکانوں پر خربوزے
گندے تھے۔ آپ گندے ان کو کہتے ہیں جو بظاہر گلے
سڑے ہوں۔ میں ان کو گندہ کہتا ہوں۔ جو روحانی لحاظ
سے گلے سڑے ہوں۔ بالآخر ایک دُکان سے ایک خربوزہ
مل گیا جو میں نے لا کر ان کو دے دیا۔ بد دیانتی۔
حرام خوری، اور ظلم و تشدد کے باعث بے دینی عام ہے

روحانی صحت بگڑ جائے تو توبہ کرنے سے سنبھل جاتی ہے۔ اس کے متعلق حضورؐ فرماتے ہیں۔

عن بلالؓ بن یسار بن زیدؓ مولی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حدثنی ابی عن جدی انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من قال اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ غفر لہ وان کان قد فر من الزحف

بلالؓ بن یسار بن زیدؓ کہتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے اور ان سے بیان کیا ان کے والد نے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھوالحی القیوم واتوب الیہ کہے بخش دیئے جاتے ہیں اس کے گناہ اگرچہ وہ بھاگا ہو جہاد سے

(رواہ الترمذی و ابو داؤد)

حضورؐ کو روحانی صحت کے بگڑنے کا علم تھا۔ اس لئے اس حدیث میں اس کا علاج بیان فرما دیا۔ دوسرا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عن عبد اللہ ابن

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت

مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ (رواہ ابن ماجہ والبیہقی فی شعب الایمان)

ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گناہ سے توبہ کرنے والا شخص ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ جیسا کبھی اس نے گناہ ہی نہیں کیا)

جس پر ہر وقت ڈاکٹر مسلط ہو اس کی جسمانی صحت عموماً نہیں بگڑتی۔ روحانی صحت میں بھی یہی ہوتا ہے۔ جو شیخ کامل کی صحبت میں رہتے ہیں۔ جو وہ کہلائیں وہ کھائیں۔ جن چیزوں سے منع کریں ان سے پرہیز کریں ان کی روحانی صحت نہیں بگڑتی۔ حضرت دین پوریؒ کے بعض خدام ان سے دور نہیں جاتے تھے۔ کیونکہ دور جانے سے ان کی روحانی صحت بگڑ جاتی تھی۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنی روحانی صحت کے درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اگر کبھی بگڑ جائے تو توبہ و استغفار سے اس کو بحال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ گناہوں پر اصرار سے بچائے۔ آمین یا الہ العالمین

۲۲ر جمادی الاخریٰ ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۴ر جنوری ۱۹۵۷ء

امراض روحانی کا علاج

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں۔ کہ اس اجتماع کا مقصد یہ ہے۔ کہ میں احباب کو ان کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاؤں۔ طالب اور شیخ دونوں کے ذمہ کچھ فرض عائد ہوتا ہے۔ میں اپنی ذمہ داری کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ اور اس سے سبکدوش ہونے کے لئے احباب کی رہنمائی کے لئے کچھ نہ کچھ عرض کردیا کرتا ہوں۔ یہ میرے فرائض عینیہ میں سے ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ جو کچھ میں عرض کروں اس کو لوح دل پر لکھ کر لے جائیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ طالب۔ عقیدت ادب اور اطاعت کی تین تاروں سے شیخ کامل سے وابستہ ہو تو اس کو فائدہ ہوتا ہے۔ ان میں سے اگر ایک تار بھی کٹ جائے تو طالب کی تربیت کا سلسلہ رُک جاتا ہے انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ ۱۔ روح ۲۔ جسم

دونوں کی بیماریاں الگ الگ ہیں - جس طرح بعض جسمانی بیماریاں مہلک ہوتی ہیں - مثلاً تپ دق - اسی طرح بعض روحانی بیماریاں بھی مہلک ہوتی ہیں - جسمانی بیماریوں کے معالج اطبا اور ڈاکٹر اور روحانی بیماریوں کے معالج انبیاء علیہم ہوتے ہیں - ان کے بعد ان کے دروازے کے غلام معالج ہوتے ہیں عام طور پر روحانی بیماریوں کا احساس بھی نہیں ہوتا - ہادی کی صحبت میں آنے کے بعد ان کا احساس ہوتا ہے - اگر ان سے شفایاب ہو کر دنیا سے نہ گئے - تو یہ روحانی بیماریاں قبر میں بھی تڑپائیں گی - قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہے - اس دن بھی یہ ساتھ ہوں گی - اور اس کے بعد جہنم میں بھی ساتھ جائیں گی - اگر ایمان بچ رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جہنم سے نکل کر جنت میں پہنچ جائیں گے - ایسی خطرناک بیماریوں کا احساس بہت کم ہے - جسمانی بیماریاں مرنے کے بعد فوراً ختم ہو جاتی ہیں

رات کو تپ دق کا مریض ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا۔ صبح دم نکل گیا۔ ساری تکلیف ختم ہوگئی۔ ان کا تو اتنا احساس ہے۔ کہ ایک منٹ کے لئے بھی مریض کو بلا علاج نہیں رہنے دیا جاتا۔ ان کے معالج بھی بے شمار ہیں۔ ہمارے سامنے سو قدم کے اندر اندر دو ڈاکٹر اور دو حکیم ہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس روحانی امراض کا عام طور پر احساس تک نہیں ہے۔ ان کا تذکرہ تو کتاب وسنت میں آتا ہے۔ اہل علم حضرات مدارس عربیہ میں ان سے اس طرح عبور کر جاتے ہیں۔ جس طرح مسافر خیبر میل میں رات کو راوی۔ چناب۔ جہلم۔ اٹک سب دریاؤں کو عبور کر جاتا ہے۔ اور پتہ بھی نہیں لگتا کہ کب دریا گزر گئے۔ عامۃ الناس اور انگریزی والوں کو تو روحانی بیماریوں کا علم بھی نہیں ہوتا

آج میں تین روحانی بیماریوں کا علاج عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ تین بیماریاں یہ ہیں ۱۔ عجب۔ ۲۔ کبر۔

۲-حسد- ان کے علاوہ اور بہت سی بیماریاں ہیں- میں مبالغہ نہیں کرتا اور نہ ہی غصہ سے کہتا ہوں- یہ واقعہ ہے- کہ یہ بیماریاں مہلک ہیں- مگر ان کا احساس نہیں ہے مرنے کے بعد احساس ہوگا-

عُجب- ہر نعمت خدا داد ہوتی ہے ہمارا حق نہیں یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ایک نعمت عطا فرمائی ہے- عُجب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل کی بجائے اسے اپنی محنت کا نتیجہ سمجھا جائے- مثلاً ایک شخص کے لڑکے پر کیس بن گیا- وہ لائل پور کا رہنے والا ہے- اللہ تعالےٰ کے فضل سے لڑکا بری ہوگیا- اگر وہ بے دین ہے- اور تربیت یافتہ نہیں ہے تو وہ یہی کہیگا کہ ہم نے چھ ماہ بہت دوڑ دھوپ کی لاہور کا قابل ترین بیرسٹر مقدمہ کی پیروی کے لئے کیا- روپیہ پانی کی طرح بہایا لائل پور اور لاہور ایک کر دیا- اگر دن کو لائلپور میں تھے تو رات لاہور میں بسر کرتے تھے تب جاکر لڑکا بری ہوا- خدا کا نام بھی درمیان میں نہیں آیا یہ عُجب ہے- حالانکہ سب کچھ اللہ تعالےٰ

کے فضلوں کا نتیجہ ہے۔ روپیہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اگر کنگال ہوتے تو کہاں سے خرچ کرتے۔ صحت بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اگر بیمار ہوتے تو دوڑ دھوپ کس طرح کرتے۔ بیرسٹر کے دماغ میں عقل کس نے ڈالی۔ اگر پاگل ہوتا تو کس طرح مقدمہ کی پیروی کرتا عُجب میں شرک کی بو آتی ہے۔ یہ مہلک روحانی بیماری ہے۔ تربیت یافتہ ہر کامیابی کو اللہ تعالےٰ کا فضل بتلائے گا ہمارا کچھ بھی نہیں ہے۔ عُجب کا علاج یہ ہے کہ اپنی محنت و سعی کو نظرانداز کردیا جائے۔ اور اپنی ہر کامیابی کو اللہ تعالےٰ کا فضل سمجھا جائے۔ قارون مرض عُجب کا مریض تھا۔

إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ

جب اس سے اس کی قوم نے کہا۔ اترا مت۔ بے شک اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے۔ اس سے آخرت کا گھر حاصل کر اور اپنا حصہ دنیا میں سے

اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ (سورہ القصص رکوع ۸ پ ۲۰)

نہ بھول اور بھلائی کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ والے تو اس کو اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ مگر وہ بے ایمان جواب دیتا ہے۔

اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِىْ

(کہا) یہ تو مجھے ایک ہنر سے ملا ہے جو میرے پاس ہے

نتیجہ کیا نکلا۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ قف الاٰیۃ

اللہ تعالےٰ نے قارون کو معہ اس کے خزانوں کے زمین میں دھنسا دیا)

تاکہ اس کی ملعون دولت کسی بندۂ خدا کے پیٹ میں نہ جانے پائے۔

کبر۔ کبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو اعلیٰ اور دوسروں کو ذلیل سمجھے ہر شخص میں یہ بیماری ہوتی ہے

الا ماشاء اللہ۔ عالم ہو کر اپنے آپ کو جاہل سے کمتر سمجھے۔ یہ رنگ اللہ والوں کی صحبت میں پیدا ہوتا ہے۔ ابھی چند دن ہوئے میں واہ فیکٹری میں گیا تھا۔ وہاں علمائے کرام کے سامنے میں نے یہ بات کہی۔ وہ مان گئے کہ عالم اپنے آپ کو اعلیٰ اور جاہل کو اپنے سے ادنیٰ سمجھتے ہیں۔ یہی کبر ہے۔

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِىْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِىْ هُوَ مَهِيْنٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ (سورہ الزخرف رکوع ۵ پ ۲۵)

(اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کر کے کہہ دیا اے میری قوم کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے نہیں بہ رہی ہیں۔ پھر تم کیا نہیں دیکھتے۔ کیا میں اس سے بہتر نہیں ہوں۔ جو ذلیل ہے اور صاف بات بھی نہیں کر سکتا)

وہ بے ایمان موسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ ذلیل کہتا۔ اور اپنے آپ کو ان سے بہتر سمجھتا ہے۔ حالانکہ پچاس کروڑ فرعون بھی جمع کئے جائیں تو موسیٰ علیہ السلام کے جوتے کے تلے کے ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں ہوسکتے موسیٰؑ پیغمبر خدا ہیں۔ اس وجہ سے ان کے وجود پر خدا کی رحمت کی بارش ہوتی ہے۔ ان کا جوتا جو ان کے وجود سے لگا ہوا ہے اس پر بھی خدا کی رحمت جوتے کے تلے کے ذرات پر بھی خدا کی رحمت۔ فرعون کے تاج پر بھی لعنت اس کے تخت پر بھی لعنت۔

اب میں مرض کبر کا علاج عرض کرتا ہوں۔ ہر شخص کوئی نہ کوئی ایسا گناہ کرتا ہے۔ جس کو یا یہ جانتا ہے یا خدا جانتا ہے۔ ایسے گناہوں کا سائن بورڈ بنا لیا جائے۔ نفس کی گردن اور غرور کو توڑنے کے لئے اس کو ڈانٹا جائے۔ کہ تو یہ ہے۔ یہ تو اللہ تعالےٰ ستّاری سے کام لے رہے

ہیں۔ کہ تیرے عیب چھپا رکھے ہیں۔ اور خوبیاں ظاہر کر دی ہیں۔ تو بڑا پاکباز بنتا ہے۔ اگر تیرے یہ گناہ لوگوں پر ظاہر ہو جائیں تو کوئی تیرے منہ پر بھی نہ تھوکے۔

اولیاء کرام کی بے شمار قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک قسم ان حضرات کی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی رحمت کو کشش کرتے ہیں۔ اور ان کا وجود عذاب الہی کو روکے رکھتا ہے۔ لاہور میں اس قسم کے اولیاء کرام نہ ہوں۔ تو لاہور بھی کوئٹہ کی طرح تباہ ہو جاتا۔ اس قسم کے حضرات پبلک پلیٹ فارم پر آکر کام نہیں کرتے۔ اگر لاہوریوں کو ان کا علم ہو جائے تو یہ ان کے منہ پر نہ تھوکیں لیکن ایسے بندۂ خدا کے جوتے پر لاہور کے شرابی۔ زانی اور ڈانس کھیلنے والے قربان کر دیئے جائیں۔ تو ان کے جوتے کا حق ادا نہ ہو۔ اسی قسم کے حضرات کے لئے کسی نے کہا ہے۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر　　تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

تیسری روحانی بیماری کا علاج پھر کبھی عرض کروں گا۔ وقت ختم ہوگیا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو امراض روحانی سے شفایاب ہوکر دنیا سے شفایاب ہوکر دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین
